(صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لیے)

ماہنامہ

انصار اللہ

فروری 2014ء ربیع الاوّل/ربیع الثانی 1435ھ تبلیغ 1393ہش

''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''

''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا...... جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا''

(اشتہارات 20 فروری 1886ء از مجموعہ اشتہارات جلد اول)

قرآن مجھ کو دے دے عرفان مجھ کو دے دے

اس شمارے میں

- یتزوج و یولد له
- پچاس کروڑ انسان کی مخالفت
- پیشگوئی مصلح موعود
- پسرش یادگارے بینم
- یادوں کے دریچے
- اب اسی گلشن میں راحت و آرام ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود خداداد فراست کے مالک

انتظامیہ علمی ریلی 2013ء مجلس انصاراللہ پاکستان

بہترین ضلع کراچی 2013ء صدر مجلس کے ہمراہ

ماہنامہ

صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کیلئے

انصاراللہ

صفر1435ھ۔تبلیغ1393ہش۔فروری2014ء جلد46 شمارہ02

ایڈیٹر: احمد طاہر مرزا

فہرست

❑ پیشگوئی مصلح موعود (اداریہ)	4	❑ قرآن مجھ کو دے عرفان مجھ کو دے......	24
❑ دعوۃ الی اللہ (درس القرآن)	7	❑ یادوں کے دریچے (تبرکات)	27
❑ فیتزوج و یولد لہ (درس الحدیث)	8	❑ فیصلہ جات شوریٰ 2013ء مجلس انصاراللہ	34
❑ پچاس کروڑ انسان کی مخالفت (امام الکلام)	9	❑ قرآن کریم سیکھنے کے لئے فیملی کلاسز کی اہمیت	35
❑ رحمت در کوئے ما مہ دیدہ است (فارسی کلام)	10	❑ ماہ فروری کی اہمیت	39
❑ اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے (منظوم)	11	❑ ریفریشر کورسز علاقہ وضلع لاہور	40
❑ سیدنا مصلح موعود خداداد فراست کے مالک	12	❑ اخبار مجالس	41
❑ پسرش یادگار مے بینم	22	❑❑❑❑❑❑❑❑	

"بفضلہ تعالیٰ واحسانہ وبرکت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی"

(اشتہار 22 مارچ 1886ء)

نائبین: ○ ریاض محمود باجوہ ○ نوید مبشر شاہد

مجلس ادارت: ○ رانا ارسال احمد ○ احمد مستنصر قمر ○ عبدالمالک

فون نمبر 047-6212982 ۔فیکس 047-6214631 موبائل نمبر مینیجر (0336-7700250) ایڈیٹر (0333-4898348)

ویب: www.ansarullahpk.org قائد اشاعت: quaid.ishaat@ansarullahpk.org

ای میل دفتر انصاراللہ: ansarullahpakistan@gmail.com ، magazine@ansarullahpk.org

پبلشر: عبدالمنان کوثر پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کمپوزنگ وڈیزائننگ: فرحان احمد ذکاء ۔ زین العابدین

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ) مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان: سالانہ 300 روپے قیمت فی پرچہ: 25 روپے

اداریہ

پیشگوئی مصلح موعود

مذاہب عالم کی کتب میں آخری زمانہ میں آمدِ مصلح موعود کی پیشگوئی بیان کی جاتی ہے جس کا ظہور انیسویں صدی کے اواخر میں ہونا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر پیشگوئی مصلح موعود شائع فرمائی۔ یہ پیشگوئی دراصل زندہ خدا کا زندہ نشان، سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حقانیت اور دینِ حق کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے۔ یہ پیشگوئی ان لوگوں کیلئے جو ذات باری تعالیٰ کے منکر اپنے خالق حقیقی سے رشتہ توڑ چکے تھے کے لئے ایک عظیم الشان حجت تھی۔ سیدنا حضرت اقدسؑ نے باعلام الٰہی فرمایا:

''خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا......اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معانی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلاَءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا'' ❶

اس کے بعد سیدنا حضرت اقدسؑ نے 22 مارچ 1886ء کے اشتہار میں فرمایا:

''یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جل شانہٗ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے''

نیز فرمایا: ''بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہٖ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی'' ❷

اس پیشگوئی کے جو اغراض و مقاصد تھے ان سے صاف نظر آتا ہے کہ یہ پیشگوئی ایک مستقل پیشگوئی ہے جس کے ثمرات تا قیامت عبادی الصالحون پاتے رہیں گے جیسا کہ فرمایا:

خدا نے یہ کہا ''تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں''۔ تا دین (حق) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام

نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں اور جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا، اس کے دین، اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے تا کہ مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے اور پتہ لگ جائے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

پس یہ نشانِ آسمانی سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود کے ذریعہ پوری شان سے پورا ہوا۔آپ نے 1936ء کی شوریٰ کے موقع پر فرمایا تھا کہ:

''ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کرواتا ہے اور پھر اُسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں، یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اول (اللہ آپ سے راضی ہو) کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا، بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول (اللہ آپ سے راضی ہو) کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اُسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے، اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفہ بھی روز روز نہیں آتے۔'' ❸

اور پھر جب 1944ء میں لاہور میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر منکشف فرمایا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں تو آپ نے ظہور مصلح موعود کے اعلان اور پیشگوئی مصلح موعود کی ضرورت واہمیت اور اتمام حجت کیلئے ہوشیارپور، لدھیانہ، دہلی اور لاہور میں جلسے منعقد کئے جن میں آپ نے پرشوکت اعلانات فرمائے۔پس آج ہمارا یہ کام ہے کہ ہم اپنے آپ کو خدمت دین کے میدان میں آگے سے آگے پیش کریں تا ہم بھی یوم مصلح موعود کا حق ادا کرنے والے ہوں۔اس بارہ میں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

> ''آپ کے کام کو دیکھ کر حضرت مصلح موعود کی پیشگوئی کی شوکت اور روشن تر ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا اصل میں تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جس سے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اور دائمی مرتبے کی شان ظاہر ہوتی ہے۔لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا تعلق صرف ایک شخص کے پیدا ہونے اور کام کر جانے کے ساتھ نہیں ہے۔اس پیشگوئی کی حقیقت تو تب روشن تر ہو گی جب ہم میں بھی اُس کام کو آگے بڑھانے والے پیدا ہوں گے جس کام کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور جس کی تائید اور نصرت کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود عطا فرمایا تھا جس نے دنیا میں ......اصلاح کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتیں لگا دیں۔

پس آج ہمارا بھی کام ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں مصلح بننے کی کوشش کریں۔اپنے علم سے، اپنے قول سے، اپنے عمل سے (دین) کے خوبصورت پیغام کو ہر طرف پھیلا دیں۔اصلاحِ نفس کی طرف بھی توجہ دیں۔اصلاحِ اولاد کی طرف بھی توجہ دیں اور اصلاحِ معاشرہ کی طرف بھی توجہ دیں۔اور اس اصلاح اور پیغام کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے بھرپور کوشش کریں جس کا منبع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بنایا تھا۔پس اگر ہم اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں گے تو یومِ مصلح موعود کا حق ادا کرنے والے ہوں گے، ورنہ تو ہماری صرف کھوکھلی تقریریں ہوں گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے'' ❹

❶ ۔اشتہار 20فروری 1886ء ❷ اشتہار 22مارچ 1886ء

❸ رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ اپریل 1936ء مطبوعہ اللہ بخش سٹیم پریس قادیان، صفحہ 16-17

❹ ۔خطبہ جمعہ فرمودہ 18فروری 2011ء بمقام بیت الفتوح لندن، برطانیہ

تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پھر خدائے کریم جلّشانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔اُن کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور اُن کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلا دے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔تیری ذریّت منقطع نہیں ہوگی اور آخر دنوں تک سرسبز رہے گی۔خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے۔عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا۔پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔''

(ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ 1886ء بحوالہ روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ 647-648)

درس القرآن

دعوۃ الی اللہ

وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حٰم سجدۃ:34)

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”بیشک نشانات و براہین خدا تعالیٰ نے عطا فرمائے اور آج تک ان نشانات کے ذریعہ ہی ہم احمدیت کی ترقی دیکھ رہے ہیں۔ اگر اپنی کوشش دیکھیں تو ہزارواں لاکھواں حصہ بھی نہیں اُن انعامات اور فضلوں کا جو اللہ تعالیٰ جماعت پر فرما رہا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہماری ذمہ داری بتائی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرف ہمیں توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اس طرف توجہ نہیں کرے گا تو اُن فضلوں کا وارث نہیں بن سکے گا جو آپ علیہ السلام کی جماعت کا فعّال حصہ بننے سے وابستہ ہیں۔ پس ہمیں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔...... اللہ تعالیٰ نے ان کوشش کرنے والوں کی خصوصیات کا جو قرآنِ کریم میں متعدد جگہ ذکر فرمایا ہے، اُن کا ایک جگہ اس طرح ذکر فرمایا کہ...... اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ (حٰم سجدۃ: 34)

پس یہ باتیں ہیں، یعنی دعوتِ الی اللہ...... اپنے اعمال کی طرف نگاہ رکھنا، نیک اعمال بجالانا، حقوق اللہ اور حقوق العباد میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی کامل فرمانبرداری کرنا، اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مطابق ان حقوق کی ادائیگی کرنا۔ کیونکہ تبلیغ اُس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک اپنے اعمال پر نظر رکھتے ہوئے اُن کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق نہ ڈھالا جائے۔ اور پھر ان کی ادائیگی میں خدا تعالیٰ کی رضا کو جب تک مدِّ نظر نہ رکھا جائے۔ جب ایک احمدی اپنے اجلاسوں اور اجتماعوں میں یہ عہد کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ تو پھر اس کا مکمل پاس کرنا بھی ضروری ہے۔ تبھی ہمارے نمونے دیکھتے ہوئے دنیا ہماری طرف متوجہ ہوگی۔ جب خلفاء دنیا کو یہ چیلنج دیتے رہے یا اب مَیں جب دنیا کو یہ کہتا ہوں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کے پیغام کو بغیر تھکے دنیا تک پہنچاتے چلے جائیں گے اور ایک دن دنیا کا دل جیت کر اُن کو (دینِ حق) کی آغوش میں لے آئیں گے۔ تو اس حسنِ ظن کے ساتھ یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ اعمال کی خوبصورتی اور خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کرتے ہوئے افرادِ جماعت کی روحانی ترقی کے معیار نہ صرف قائم رہیں گے بلکہ بہتر سے بہتر ہوتے چلے جائیں گے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو...... آگے چلاتے چلے جائیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو دین کا علم حاصل کرنے والا ہو۔ تفقّہ فی الدین رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو اپنے ہم قوموں کو اور دنیا کو پہنچاتا چلا جائے، لیکن مومنین کو بھی حکم ہے دعوتِ الی اللہ کرو۔“

(خطبہ جمعہ 10 مئی 2013ء بمقام بیت الحمید، چینو، لاس اینجلیز، امریکہ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 31 مئی تا 6 جون 2013ء)

درس الحدیث

فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ

یَنْزِلُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْض فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ[1]

عیسیٰ ابن مریم جب زمین پر نزول فرما ہوں گے تو شادی کریں گے اور اُن کی اولاد ہوگی ۔

اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین ...... کی حمایت کرے گا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے'' [2]

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح آئے گا تو اُس کی اولاد ہوگی ...... اب اولاد تو اکثر لوگوں کی ہوتی ہے۔ اس میں کیا خاص بات ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اگر پیشگوئی فرمائی تھی تو یقیناً کسی اہم بات کی اور وہ یہی بات تھی کہ اُس کی اولاد ہوگی اور وہ ایسی خصوصیات کی حامل ہوگی جو دین کے پھیلانے کا باعث بنے گی، جو توحید کے پھیلانے کا باعث بنے گی، جو آنحضرت ﷺ کے مقام کو دنیا پر ظاہر کرنے کا باعث بنے گی۔
اب اس پیشگوئی کے مطابق جس سال میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے ہیں یعنی 1889ء میں، اسی سال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیعت بھی لی ۔ اُسی سال اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ بیعت بھی لے لو۔ اور یوں اس سال میں با قاعدہ طور پر اُس جماعت کی بنیاد ڈالی گئی جس نے (دین کی اشاعت) کا کام بھی کرنا تھا، اپنی حالتوں کو بھی سنوارنا تھا اور مسیح و مہدی کی بیعت میں آکر آنحضرت کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا بننا تھا اور آپ کے جماعت قائم کرنے کا یہی مقصد تھا'' [3]

1-الوفا باحوال المصطفیٰ لابن جوزی، جلد دوم صفحہ 814

2-حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 ص325

3-خطبہ جمعہ فرمودہ 18؍فروری2011ء بمقام بیت الفتوح ،لندن برطانیہ

امام الکلام

پچاس کروڑ انسان کی مخالفت

محض ایک شخص کی خاطر کیلئے ایک دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اب یہ بھی یاد رہے کہ بندہ تو حُسنِ معاملہ دکھلا کر اپنے صدق سے بھری ہوئی محبت ظاہر کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ اس کے مقابلہ پر حدّ ہی کر دیتا ہے اس کی تیز رفتار کے مقابل پر برق کی طرح اس کی طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور زمین و آسمان سے اس کے لئے نشان ظاہر کرتا ہے اور اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے اور اگر پچاس کروڑ انسان بھی اُس کی مخالفت پر کھڑا ہو تو ان کو ایسا ذلیل اور بے دست و پا کر دیتا ہے جیسا کہ ایک مرا ہوا کیڑا۔ اور محض ایک شخص کی خاطر کے لئے ایک دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے اور اپنی زمین و آسمان کو اس کے خادم بنا دیتا ہے اور اس کے کلام میں برکت ڈال دیتا ہے اور اس کے تمام در و دیوار پر نور کی بارش کرتا ہے اور اُس کی پوشاک اور اُس کی خوراک میں اور اس مٹی میں بھی جس پر اس کا قدم پڑتا ہے ایک برکت رکھ دیتا ہے اور اس کو نامراد ہلاک نہیں کرتا۔ اور ہر ایک اعتراض جو اس پر ہو اُس کا آپ جواب دیتا ہے۔ **وہ اُس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اور اُس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے اور اُس کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے اور اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ دشمنوں پر حملہ کرتا ہے۔ وہ اُس کے دشمنوں کے مقابل پر آپ نکلتا ہے اور شریروں پر جو اُس کو دُکھ دیتے ہیں آپ تلوار کھینچتا ہے۔ ہر میدان میں اس کو فتح دیتا ہے اور اپنی قضاء و قدر کے پوشیدہ راز اس کو بتلاتا ہے۔** غرض پہلا خریدار اس کے رُوحانی حُسن و جمال کا جو حُسنِ معاملہ اور محبتِ ذاتیہ کے بعد پیدا ہوتا ہے خدا ہی ہے۔ پس کیا ہی بدقسمت وہ لوگ ہیں جو ایسا زمانہ پاویں اور ایسا سورج اُن پر طلوع کرے اور وہ تاریکی میں بیٹھے رہیں"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 225)

فارسی منظوم کلام

رحمتش در کوئے ما باریدہ است

آمدم بر وقت چوں ابرِ بہار با مَن آمد صد نشانِ لُطفِ یار

میں ابرِ بہار کی طرح وقت پر آیا ہوں اور میرے ساتھ یار کی مہربانیوں کے سینکڑوں نشانات ہیں۔

آسماں از بہرِ من بارد نشاں ہم زمیں الوقت گوید ہر زماں

آسمان میرے لئے نشان برساتا ہے اور زمین بھی ہر دم یہی کہتی ہے کہ وقت یہی ہے۔

ایں دو شاہد بہرِ من استادہ اند باز در من ناقصاں اُفتادہ اند

میری تائید میں یہ دو گواہ کھڑے ہیں پھر بھی یہ بیوقوف میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

ہائے ایں مردم عجب کور و کراند صد نشاں بینند غافل بگذرند

ہائے افسوس یہ لوگ عجب طرح کے اندھے اور بہرے ہیں سینکڑوں نشان دیکھتے ہیں پھر بھی غافل گزر جاتے ہیں۔

او چو بر کس مہربانی مے کند از زمینی آسمانی مے کند

وہ خدا تو جب کسی پر مہربانی کرتا ہے تو اُسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے۔

عزّتش بخشد ز فضل و لطف و جُود مہر و مہ را پیشش آرد در سُجود

اپنے فضل لطف اور کرم سے اسے عزت بخشتا ہے سورج اور چاند کو اس کے سامنے سجدہ میں گراتا ہے۔

من نہ از خود اِدّعائے کردہ ام امرِ حق شد اقتدائے کردہ ام

میں نے اپنے پاس سے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے حکم کی پیروی کی ہے۔

آں خدا کایں عاجزے راچیدہ است رحمتش در کوئے ما باریدہ است

وہ خدا جس نے اس عاجز کو منتخب کیا ہے اس کی رحمت ہماری گلی میں برسی ہے۔

(سراجِ منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 98-99)

اب اِسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع ❖ پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا ❖ آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے ❖ گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار

ہر طرف ہر ملک میں ہے بت پرستی کا زوال ❖ کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا ❖ دل ہمارے ساتھ ہیں گو مُنہ کریں بک بک ہزار

اِسْمَعُوا صَوْتَ السَّمَاءِ جَآءَ الْمَسِیحُ جَآءَ الْمَسِیحُ ❖ نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آسماں بارد نشان الوقت مے گوید زمیں ❖ ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اب اِسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے ❖ وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا ❖ پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

اے مکذّب کوئی اس تکذیب کا ہے انتہا ❖ کب تلک تو خوئے شیطاں کو کرے گا اختیار

ملّتِ احمد کی مالک نے جو ڈالی تھی بِنا ❖ آج پوری ہو رہی ہے اے عزیزانِ دیار

گلشنِ احمد بنا ہے مسکنِ بادِ صبا ❖ جس کی تحریکوں سے سنتا ہے بشر گفتارِ یار

ورنہ وہ ملّت وہ رہ وہ رسم وہ دیں چیز کیا ❖ سایہ افگن جس پہ نورِ حق نہیں خورشید وار

دیکھ کر لوگوں کے کینے دل مرا خوں ہو گیا ❖ قصد کرتے ہیں کہ ہو پامال درِّ شاہوار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 132-133)

سیدنا مصلح موعود خداداد علم، ذہانت اور فراست کے مالک تھے

- آپ کی کتب، تقریریں اور مضامین (انوارالعلوم) اور خطبات جمعہ کی اہمیت
- اگر ہم یہ مجموعے اور خزانے پڑھیں تو تبھی ہم آپ کی علمی وسعت کا اندازہ کر سکتے ہیں
- علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے کی پیشگوئی
- دعا کی قبولیت
- علمی وسعت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 22؍فروری 2013ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت مصلح موعود کے بارہ میں فرمایا:

علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے کی پیشگوئی

''آج کے خطبہ کے لئے مَیں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے کوئی موضوع سوچ رہا تھا تو خیال آیا کہ عمومی طور پر ہم پیشگوئی مصلح موعود بیان کرتے ہیں۔ اُس کی تھوڑی سی مختصر وضاحت کرتے ہیں۔ مجملاً بعض کاموں کا ذکر کرتے ہیں جو حضرت مصلح موعود (اللہ آپ سے راضی ہو) نے کئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خداداد علم، ذہانت اور فراست عطا فرمائی تھی اُس کے بہت سے پہلو ہیں۔ خلافت سے پہلے بھی آپ کی تحریرات اور تقریریں علم و معرفت سے بھری ہوئی ہیں۔ آپ کی کتب، تقریریں اور مضامین انوارالعلوم کے نام سے کتاب میں، مختلف جلدوں میں چھپی ہوئی ہیں۔ اب تک تیئیس جلدیں اس کی شائع ہو چکی ہیں اور ہر جلد 600 سے اوپر صفحات پر مشتمل ہے۔ مزید بھی انشاءاللہ چھپیں گی۔ یہ مکمل نہیں ہوئیں۔ اسی طرح آپ کے خطباتِ جمعہ ہیں یہ بھی بہت سے ہیں۔ جس کی 24 جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور یہ بھی اسی طرح ہر جلد جو ہے 600 سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ ابھی خطبات کی 1942-43ء تک کی جلدیں چھپی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا مزید انشاء اللہ چھپیں گی۔ فضل عمر فاؤنڈیشن جو آپ کے کام کو، خطبات کو، تقاریر کو جمع کرنے کے لئے، پھیلانے کے لئے بنائی گئی تھی وہ ان تقاریر اور مضامین وغیرہ کے ترجمے بھی مختلف زبانوں میں کروا رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ انگریزی میں تو بعض کتابوں کے شاید جلد ہی مہیا ہو جائیں، کچھ موجود بھی ہیں۔ اور پھر باقی زبانوں میں بھی ہوں گے۔ کچھ عربی میں بھی ترجمہ ہو چکے ہیں اور شائع بھی ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے اردو کے بعد زیادہ تر کام عربی میں ہوا ہے۔ ہمارے مختلف ممالک کے جامعات کے طلبہ بھی ان کے ترجمے کر رہے ہیں۔ شاہد پاس کرنے کے لئے جو مقالہ لکھا جاتا ہے اُن کو بھی ان کتب کا ترجمہ کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ بہر حال ایک خزانہ ہے جو آپ نے اپنی زندگی اور 52 سالہ دورِ خلافت میں جماعت کو دیا۔ لیکن اس کی اشاعت چند ہزار کی تعداد میں ہوتی ہے۔ جو احباب خریدتے ہیں وہ بھی شاید ہی تفصیل سے پڑھتے ہوں۔ اور پھر اب لاکھوں

نومبائعین اور نئی نسل ایسی ہے جو اردو میں نہ پڑھ سکتی ہے، نہ اُن کی زبان میں اُنہیں مہیا ہے۔ جو مہیا ہے وہ بھی جیسا کہ میں نے کہا بہت تھوڑی تعداد میں ہے۔ اس لئے نئی نسل کی اکثریت اور نومبائعین کو آپ کے اندازِ تحریر و تقریر کا پتہ ہی نہیں۔ نہ ہی آپ کے علم و معرفت کا کچھ اندازہ ہے۔ بلکہ میری عمر کے لوگ جو پیدائشی احمدی ہیں اور مجھ سے چند سال بڑے بھی، اُن کو بھی آپ کے اندازِ خطیبانہ اور تقریروں کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم یہ مجموعے اور خزانے پڑھیں تو تبھی ہم آپ کی علمی وسعت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے کی جو پیشگوئی تھی اُس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اور اپنے علم میں بھی، جیسا کہ مَیں نے کہا، اضافہ کر سکتے ہیں۔

ویڈیو آڈیو کی اُس زمانے میں ایسی سہولت نہیں تھی۔ آپ کے دورِ خلافت کے آخری سالوں میں لوپ (Loop) پر ریکارڈنگ ہوتی تھی۔ ایک دو جو تقریریں تھیں ان کی جو ریکارڈنگ کی گئی اس میں آواز امتدادِ زمانہ سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کافی حد تک اتنی اچھی نہیں رہی۔ اور آپ کا جو انداز تھا، یہ ریکارڈنگ اس کی اصل شان و شوکت نہیں رکھتی۔

بہر حال یہ شکر ہے کہ تحریرات کا، تقاریر کا، خطبات کا ریکارڈ کافی حد تک موجود ہے۔ 'کافی حد تک' اس لئے مَیں نے کہا ہے کہ اُس زمانے میں زُود نویس لکھا کرتے تھے اور بعض جگہ یہ احساس ہوتا ہے کہ زُود نویس جب لکھتے تھے تو انہوں نے مکمل طور پر بعض خطبات اور تقاریر اور تحریرات نوٹ نہیں کئے یا مکمل فقرے نہیں لکھے گئے۔ بعض باتیں لکھنے سے رہ گئی ہیں۔ بہر حال آج بجائے اس کے کہ اس پیشگوئی کے بارے میں کچھ بیان کروں، میں نے سوچا کہ آپ کا ایک خطبہ جتنا زیادہ آپ کے الفاظ میں بیان ہو سکتا ہے، وہ وقت کی رعایت کے ساتھ بیان کر دوں''

دعا کی ضرورت

جو خطبہ مَیں نے چنا ہے یہ بھی دعا کے طریق اور خدا تعالیٰ پر یقین کے مضمون پر مشتمل ہے۔...... یہ خطبہ 10؍اپریل 1942ء کا ہے۔ آپ نے اس میں فرمایا کہ:

''مَیں نے احباب کو متواتر دعاؤں کی طرف توجہ دلائی ہے اور اب جو دوستوں کی طرف سے رقعے اور خطوط ملتے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت کے ایک حصہ میں موجودہ زمانہ فتن کے لئے دعا کی تحریک پائی جاتی ہے۔ مگر ایک حصہ کی دعا کافی نہیں''۔ یہاں مَیں یہ بھی بتا دوں کہ آج کل بھی یہی صورتحال ہے۔ میرے بار بار کہنے کے باوجود دعا کی طرف توجہ دینے اور اپنی حالتوں کو بدلنے کے لئے جو توجہ ہونی چاہئے وہ نہیں ہو رہی۔

بہر حال پھر آپ آگے فرماتے ہیں کہ:

''ضرورت ہے کہ مردوں اور عورتوں اور بچوں سب کی ذہنیت کو دعا کے لئے بدلا جائے اور یہ ذہنیت اس رنگ میں بدلی جاتی ہے کہ سب سے پہلے دعا پر یقین اور ایمان پیدا ہو۔ جو شخص بغیر یقین کے دعا مانگتا ہے اُس کی دعا خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوا کرتی۔ ہو سکتا ہے کبھی ایسے شخص کی دعا قبول ہو جائے صرف نمونہ کے طور پر اور اُس کے دل میں یقین پیدا کرنے کے لئے لیکن قانون کے طور پر اُس شخص کی دعا قبول ہوتی ہے جس کے دل میں یقین ہوتا ہے کہ خدا میری سنے گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ (سورۃ النمل آیت:63) کہ مُضطر کی دعا کون سنتا ہے؟ اور

پھر فرماتا ہے اللہ ہی سنتا ہے۔ اور مُضطر کے معنی عربی زبان میں یہ ہوتے ہیں کہ کسی کو چاروں طرف سے دھکے دے کر کسی طرف لے جائیں، جو چاروں طرف سے راستہ بند پا کر کسی ایک طرف جاتا ہے اُس کو مُضطر کہتے ہیں۔ یعنی وہ ہر طرف آگ دیکھتا ہے۔ اپنے دائیں دیکھتا ہے تو اُسے آگ نظر آتی ہے۔ اپنے بائیں دیکھتا ہے تو اُسے آگ نظر آتی ہے۔ اپنے پیچھے دیکھتا ہے تو اُسے آگ نظر آتی ہے۔ اپنے نیچے دیکھتا ہے تو اُسے آگ نظر آتی ہے۔ اپنے اوپر دیکھتا ہے تو اُسے آگ نظر آتی ہے۔ صرف ایک جہت اُس کے سامنے خدا تعالیٰ والی باقی رہ جاتی ہے اور اس پر اُس کی نظر پڑتی ہے اور سب جگہ اُسے آگ ہی آگ دکھائی دیتی ہے مگر صرف ایک طرف اُسے امن نظر آتا ہے۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ مُضطر کے معنوں میں یقین پایا جانا ضروری ہے۔ مُضطر کے صرف یہی معنی نہیں ہیں کہ اُس کے دل میں گھبراہٹ ہو کیونکہ گھبراہٹ میں بعض دفعہ ایک شخص بے تحاشا کسی طرف چل پڑتا ہے بغیر اس یقین کے کہ جس طرف وہ جا رہا ہے وہاں اُسے امن بھی حاصل ہوگا یا نہیں۔ بلکہ بعض لوگ گھبراہٹ میں ایسی طرف چلے جاتے ہیں جہاں خود خطرہ موجود ہوتا ہے اور وہ اس سے نہیں بچ سکتے۔

پس محض اضطراب کا دل میں پیدا ہونا اضطرار پر دلالت نہیں کرتا۔ اضطرار پر وہ حالت دلالت کیا کرتی ہے جب چاروں طرف کوئی پناہ کی جگہ انسان کو نظر نہ آتی ہو اور ایک طرف نظر آتی ہے۔ گویا اضطرار کی نہ صرف یہ علامت ہے کہ چاروں طرف آگ نظر آتی ہو بلکہ یہ علامت بھی ہے کہ ایک طرف امن نظر آتا ہو اور انسان کہہ سکتا ہو کہ وہاں آگ نہیں ہے۔ تو وہی دعا خدا تعالیٰ کے حضور قبول کی جاتی ہے جس کے کرتے وقت بندہ اس رنگ میں اُس کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ اُسے یقین ہوتا ہے کہ سوائے خدا کے میرے لئے اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ یہی وہ مُضطر کی حالت ہے جسے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ۔ کہ اے خدا! لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْکَ۔ تیرے عذاب اور تیری طرف سے آنے والے ابتلاؤں سے کوئی پناہ کی جگہ نہیں، کوئی نجات کی جگہ نہیں، سوائے اس کے کہ میں سب طرف سے مایوس ہو کر اور آنکھیں بند کر کے تیری طرف آ جاؤں۔ تو لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ والی جو حالت ہے، یہی اضطرار کی کیفیت ہے۔ اور جب خدا نے قرآن میں کہا کہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ کہ بتاؤ مُضطر کی کون سنتا ہے تو مُضطر کے معنی یہی ہوئے کہ ایسے شخص کی دعا جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ملجا و ماوی نہیں سمجھتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا ملجا و منجا قرار نہیں دیتا......

مُضطر کے لفظ پر یہ علمی روشنی ڈالنے اور اس آیت کی وضاحت کرنے کے بعد پھر آپ کا تقریر کا جو اسلوب تھا، طریق تھا، آپ نے مُضطر کی مختلف ضرورتوں اور حالتوں کا ذکر فرما کر مثالیں اور واقعات پیش کئے۔ آپ کی ہر تقریر واقعات اور مثالوں سے بھری ہوتی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ''......اضطرار دنیا میں کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہاں ''اَلْمُضْطَرَّ'' کا لفظ رکھا گیا ہے جس کے معنی تمام قسم کے مُضطر کے ہیں۔ بعض بندے دنیا میں ایسے ہوتے ہیں جو مُضطر ہوتے ہیں اور گو حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی ہر مُضطر کا علاج ہے۔ مگر اُس کے دیئے ہوئے انعام کے ماتحت کوئی بندہ بھی اُن کے اضطرار کو بدلنے کی طاقت رکھتا ہے۔ مثلاً ایک غریب آدمی ہے، اُس کے کپڑے پھٹ جاتے ہیں، اُسے نظر نہیں آتا کہ وہ نئے کپڑے کہاں سے بنوائے۔ ایک امیر آدمی جو بعض دفعہ ایک ہندو ہوتا ہے، سکھ ہوتا ہے، پارسی ہوتا ہے، دہریہ ہوتا ہے، کوئی بھی ہو، وہ اُس کو بنوا

دیتا ہے"

......فرمایا کہ"......اب کو ہمارے یقین کے مطابق خدا نے ہی اس امیر آدمی کے دل میں یہ تحریک پیدا کی ہوگی کہ وہ اُسے کپڑے بنوا دے مگر جو کامل الایمان نہیں ہوتا وہ سمجھتا ہے کہ میرے اضطرار کی حالت میں فلاں آدمی کام آیا ہے۔ مگر وہی آدمی جس نے اُسے کپڑوں کا جوڑا بنوا کر دیا تھا جب یہ ایسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے کہ اُس کے لئے کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے، پانی تک اُسے ہضم نہیں ہوتا، تمام جسم کی صحت کی حالت خراب ہو جاتی ہے، چل پھر بھی نہیں سکتا تو ایسی حالت میں وہ امیر آدمی اُس کی مدد نہیں کر سکتا بلکہ اگر کوئی اچھا طبیب (ڈاکٹر ہو) اچھا لائق اور رحمدل ہوتا ہے اور وہ اُسے اس حالت میں دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ تمہیں علاج پر روپیہ خرچ کرنے کی توفیق نہیں، میں تمہیں مفت دوائی دینے کے لئے تیار ہوں......"۔ فرمایا کہ اس اضطرار کی حالت میں امیر اُس کے کام نہیں آیا بلکہ طبیب اُس کے کام آیا۔"......پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُس پر کوئی مقدمہ بن جاتا ہے وہ بے گناہ ہوتا ہے، اُس کا دشمن زبردست ہوتا ہے اور وہ کسی وجہ سے ناراض ہو کر کسی مقدمہ میں ماخوذ کرا کے عدالت تک پہنچا تا ہے۔ اب اُسے نہ وکیل کرنے کی توفیق ہے، نہ خود اُسے مقدمہ لڑنے کی قابلیت ہے اور وہ حیران ہوتا ہے کہ کیا کرے۔ آخر کوئی رحمدل وکیل اُسے مل جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مَیں بغیر فیس کے تمہاری وکالت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اب اس موقع پر اور کوئی کام نہیں آیا، صرف وکیل اُس کے کام آیا۔

پھر اسی طرح ایک زمیندار کی مثال دی ہے۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ"......ایک ہی انسان کے مختلف اضطراروں میں مختلف لوگ اُس کے کام آ سکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (سورۃ النمل: 63)۔ مطلق مُضطر جس کے لئے کوئی شرط نہیں کہ وہ کس قسم کا مُضطر ہو، خواہ وہ بھوکا ہو، ننگا ہو، پیاسا ہو، بیمار ہو، بوجھ اُٹھائے جا رہا ہو، کسی قسم کا اضطرار ہو، اُس کی ساری ضرورتوں کو پورا کرنے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے......"

کچھ حصہ میں چھوڑ رہا ہوں۔ پھر فرمایا کہ"......ہر قسم کے مُضطرین کی ضرورتیں پوری کرنے والی خدا کی ہی ذات ہوتی ہے۔ انسان کے اضطرار کی ہزاروں حالتیں ہوتی ہیں۔ بھلا ان حالتوں میں تو کوئی بادشاہ بھی کسی کے کام نہیں آ سکتا۔ فرض کرو ایک شخص سخت بیمار ہے۔ اب بادشاہ کا خزانہ اُس کے کام نہیں آ سکتا۔ بادشاہ کی فوجیں اُس کے کام نہیں آ سکتیں۔ بادشاہ کا قُرب اُس کے کام نہیں آ سکتا۔ اُس کے کام تو اللہ تعالیٰ ہی آ سکتا ہے جو ہر قسم کی بیماریوں کو دُور کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ یا ایک جنگل میں گزرنے والا شخص جس پر بھیڑیا یا شیر اچانک جھپٹ کر حملہ کر دیتا ہے، وہ چاہے بادشاہ کا کتنا ہی منہ چڑھا ہو یا بادشاہ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، بادشاہ اُس کے کیا کام آ سکتا ہے؟......فرمایا......جنگل میں وہ تن تنہا جا رہا ہوتا ہے کہ شیر چیتا یا بھیڑیا اُس کے سامنے آ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو کام آتی ہے۔ کوئی انسان کام نہیں آ سکتا۔ تو جب تک انسان کے اندر یہ یقین پیدا نہ ہو کہ ہر قسم کے اضطراب کی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی کام آتا ہے اُس وقت تک وہ مُضطر نہیں کہلا سکتا......

یہ اُس زمانے کی بات ہے جب انڈیا پاکستان اکٹھے تھے اور ہندوستان پر برطانیہ کی حکومت تھی۔ اُس کی ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ"......انگریزوں کے ماتحت ہی ہندوستان میں کئی بزدل قومیں ہیں، مگر انگریز اُن کو بہادر نہیں بنا

سکے۔صرف اتنا کہہ دیا کہ اُنہیں فوج میں بھرتی نہ کیا جائے۔گویا بجائے اس کے کہ وہ اُن کی ترقی کا باعث بنتے،انہوں نے اُن کواسی بزدلی کے گڑھے میں گرائے رکھا جس میں وہ پہلے گرے ہوئے تھے۔لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھو،اُس کے ساتھ تعلق رکھنے سے بڑے بڑے بزدل، بہادر بن جاتے ہیں اور بڑی بڑی غیر منظم قومیں، منظم ہو جاتی ہیں ......'' فرمایا کہ '' ...... خدا جن قوموں کو ترقی دیتا ہے اُن کی کایا پلٹ کر رکھ دیتا ہے اور اُن کے دل بالکل بدل جاتے ہیں۔اُن کی کمزوری اور بزدلی جاتی رہتی ہے اور اُن کے اندر ایسی طاقت اور قوت آ جاتی ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے ......''۔اب (۔) کی مثال دی کہ ''مسلمانوں کو ہی دیکھ لو۔عرب ایک ایسا ملک تھا جس کے باشندے کسی ایک بادشاہ کے ماتحت رہنا اور باقاعدہ کسی نظام کے ماتحت آنا گوارا نہیں کیا کرتے تھے بلکہ قبائل کے سردار عوام سے مشورہ لے کر کام کرتے تھے اور ہر قبیلہ اپنی اپنی جگہ آزاد سمجھا جاتا تھا مگر اُن کی اتنی حیثیت بھی نہ تھی جتنی آجکل چھوٹی سے چھوٹی ریاستوں کی ہوتی ہے۔کوئی قبیلہ ہزار افراد پر مشتمل تھا، کوئی قبیلہ دو ہزار افراد پر مشتمل تھا، کوئی قبیلہ تین ہزار افراد پر مشتمل تھا...... مکہ کی آبادی بھی اُس وقت صرف دس پندرہ ہزار تھی (جس میں کئی قبائل تھے)۔پھر اُن میں کوئی نظام نہ تھا۔اُن کے پاس کوئی خزانہ نہ تھا، کوئی سپاہی نہ تھا، کوئی ایسا محکمہ نہ تھا جس کے ماتحت باقاعدہ فوجیں رکھی جاتی ہوں اور سپاہی بھرتی کئے جاتے ہوں...... غرض وہ ایک ایسی قوم تھی جو بالکل بے راہ رَو تھی۔ کوئی طریقہ اور کوئی صحیح نظام اُن میں نہیں پایا جاتا تھا۔ایسی حالت میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا مگر بہت ہی تھوڑے لوگ آپ پر ایمان لائے۔محققین کے نزدیک ساری مکی زندگی میں جو لوگ مکہ میں اسلام لائے،اُن کی تعداد سو کے قریب بنتی ہے۔غرض یہ تھوڑے سے آدمی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔مکّہ کے لوگ اول تو خود ہی دنیاوی لحاظ سے نہایت حقیر تھے اور ان میں کوئی طاقت وقوت نہ تھی۔(گو ویسے جنگجو تھے۔اپنے قبیلہ کے رَکھ رکھاؤ رکھنے والے تھے لیکن دنیاوی لحاظ سے تو کوئی طاقت نہیں تھی۔) پھر اُن کمزور لوگوں میں سے بھی ایسے لوگ اسلام میں داخل ہوئے جو مکّہ والوں کی نگاہ میں بھی کمزور سمجھے جاتے تھے۔مگر پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں کتنی بہادری پیدا کر دی اور بے نظامی کی جگہ کیسی اعلیٰ درجہ کی تنظیم کا نظارہ نظر آنے لگا۔یہی مکّہ کے لوگ یا عرب کے باشندے کسی کی بات ماننا گوارا نہیں کیا کرتے تھے۔یعنی اطاعت جو دنیا میں مہذب قوموں کا شعار سمجھا جاتا ہے وہ ان کے نزدیک سخت ذلت کی بات تھی''

اطاعت رسول کے نظارے

''......عرب لوگ کسی کی اطاعت برداشت نہیں کر سکتے تھے...... لیکن پھر انہی عربوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل بدل ڈالے۔اُنہی عربوں میں سے ایک سمجھدار اور پڑھے لکھے اور اپنی قوم کے معزز فرد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ گلی میں سے گزر رہے تھے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں وعظ فرما رہے تھے۔وہ اسی وعظ کو سننے کے لئے مسجد کی طرف جا رہے تھے۔وہاں مسجد میں کسی وجہ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فرمایا کہ لوگ بیٹھ جائیں تو آپ کیونکہ رستہ میں تھے، جا رہے تھے، آپ نے آواز سنی، آپ بھی بیٹھ گئے اور بچوں کی طرح گھسٹ گھسٹ کر انہوں نے مسجد کی طرف جانا شروع کر دیا۔کوئی دوست جو پاس سے گزرا اُس نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود! یہ تم نے کیا مضحکہ خیز حرکت شروع کر دی ہے کہ زمین پر بیٹھے بیٹھے چل رہے ہو۔سیدھی طرح کیوں نہیں چلتے۔انہوں

نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ مجھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ مجھے کیا پتہ کہ مَیں وہاں تک زندہ پہنچوں یا نہ پہنچوں۔ ایسا نہ ہو میرا خاتمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی میں ہو۔ اس لئے میں یہیں بیٹھ گیا اور میں نے بیٹھے بیٹھے مسجد کی طرف جانا شروع کر دیا۔ اب ذرا مقابلہ کرو، اس واقعہ کا عمرو بن کلثوم کے واقعہ سے کہ ایک بادشاہ کی دعوت پر وہ جاتا ہے اور اُس کی ماں کو بادشاہ کی ماں کوئی بڑا کام نہیں بتاتی بلکہ وہ کام بتاتی ہے جو وہ خود کر رہی ہوتی ہے اور اپنے بیٹے سے کم درجہ رکھنے والے شخص کے لئے کر رہی ہے۔ پھر وہ کام کوئی بہت بڑا کام بھی نہیں بلکہ جو کچھ کر رہی تھی اُس میں سے بھی ایک نہایت معمولی اور چھوٹا سا کام کرنے کے لئے اُسے کہتی ہے۔ مگر اُس کی طبیعت اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اور اِدھر وہ بات کہتی ہے اُدھر وہ شور مچانے لگ جاتی ہے کہ میری ہتک ہو گئی۔ مگر اسی گروہ کا ایک فرد گلی میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتا ہے اور گلی میں ہی بیٹھ جاتا ہے اور ایسی حرکت کرتا ہے جو دنیا میں عام طور پر ذلیل سمجھی جاتی ہے۔''

پھر لکھتے ہیں کہ ''تم یقیناً اسے پاگل سمجھو گے مگر صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنے آپ کو پاگل ہی بنا بیٹھے تھے محمد ﷺ کی اطاعت میں کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔''

جنگ بدر میں صحابہؓ کی شجاعت

پھر آگے مصلح موعود لکھتے ہیں کہ ''پھر مدینہ کے لوگ لڑائی کے کام میں نہایت ادنیٰ اور ذلیل سمجھے جاتے تھے۔ جیسے ہمارے ملک میں بعض قومیں لڑائی کے فن کی اہل نہیں سمجھی جاتیں ۔...... مدینہ کے لوگ بیشک مالدار تھے اور وہ اچھے زمیندار تھے مگر جیسے ہمارے ملک میں بعض قومیں بعض پیشوں کی وجہ سے ذلیل سمجھی جاتی ہیں اسی طرح وہ ذلیل سمجھے جاتے تھے کیونکہ وہ کھیتی باڑی کرتے تھے اور کھیتی باڑی کو عرب لوگ پسند نہیں کرتے تھے۔ عرب لوگ اس بات پر ناز کرتے تھے کہ اُن کے پاس اتنے گھوڑے ہیں، اتنے اونٹ ہیں، وہ اس طرح ڈاکے مارتے ہیں اور راس اس طرح لوگوں پر حملے کرتے ہیں۔ مگر مدینہ کے لوگ ایک گاؤں میں بستے اور کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ وہ نہ ڈاکہ مارتے تھے، نہ اونٹ اور گھوڑے کثرت سے رکھ سکتے تھے، کیونکہ اگر وہ اونٹ اور گھوڑے رکھتے تو انہیں کھلاتے کہاں سے۔ اس لئے وہ دوسرے عربوں کی نگاہ میں نسبتاً ادنیٰ سمجھے جاتے تھے۔ عرب کے لوگ تو اُن کے متعلق کہا کرتے تھے کہ وہ تو سبزی ترکاری بونے والے ہیں۔...... اس میں کیا شبہ ہے کہ جو لوگ ترفُّہ میں پڑ جائیں (یعنی آسودگی وغیرہ میں پڑ جائیں) باغات بنالیں، کھیتی باڑی میں مشغول ہو جائیں اور مال و دولت جمع کرنے میں لگ جائیں۔ اُنہوں نے کیا لڑنا ہے اور وہ تو کئی پشتوں سے نسلاً بعد نسلٍ یہی کام کرتے چلے آرہے تھے اس لئے وہ لڑائی کے قابل نہیں سمجھے جاتے تھے۔'' پھر فرماتے ہیں کہ ''......عرب کی نگاہ میں مدینہ کے لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے اور حقارت سے وہ اُن کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یہ تو کھیتی باڑی کرنے والے لوگ ہیں مگر انہی لوگوں کو دیکھو کہ رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے بعد ان میں کتنا عظیم الشان فرق پیدا ہو گیا کہ وہی سبزی ترکاری بونے اور کھیتی باڑی کرنے والے لوگ دنیا کے بہترین سپاہی بن گئے۔ بدر کے موقع پر مکہ کے بڑے بڑے سردار جمع تھے اور وہ خیال کرتے تھے کہ آج مسلمانوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ اُس دن ایک ہزار تجربہ کار سپاہی جو بیسیوں لڑائیاں دیکھ چکا تھا اور جن کا دن رات کا شغل

لڑائیوں میں شامل ہونا اور دشمنوں پر تلوار چلانا تھا، مسلمانوں کے مقابلے میں صف آراء تھا اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ بعض تاریخوں میں لکھا ہے کہ ان تین سو تیرہ مسلمانوں میں سے بعض کے پاس تلواریں تک نہ تھیں اور وہ لاٹھیاں لے کر آئے ہوئے تھے۔ ایسی بے سروسامانی کی حالت میں جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے چلے تو دو انصاری لڑکے بھی بضد ہو گئے کہ ہم نے بھی ساتھ چلنا ہے۔ آخر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ساتھ چلنے کی اجازت دے دی......۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جو نہایت ہی بہادر اور تجربہ کار سپاہی تھے، کہتے ہیں کہ اُس دن ہمارے دلوں کے ولولے کوئی شخص نہیں جان سکتا۔ ہم سمجھتے تھے کہ آج جبکہ خدا نے ہمیں لڑنے کی اجازت دے دی ہے، ہم مکّہ والوں سے ان مظالم کا بدلہ لیں گے جو انہوں نے ہم پر کئے۔ مگر کہتے ہیں کہ اچھا سپاہی تبھی اچھا لڑ سکتا ہے جب اس کا دایاں اور بایاں پہلو مضبوط ہو۔ (وہاں بھی کوئی اچھے لڑنے والے موجود ہوں۔) جب وہ حملہ کرے اور دشمنوں کی صفوں میں گھس جائے تو وہ دونوں اس کی پشت کو دشمنوں کے حملے سے محفوظ رکھیں۔...... اس لئے بہادر سپاہی ہمیشہ درمیان میں کھڑے کئے جاتے ہیں تا اُن کے دائیں بائیں حفاظت کا خاص سامان رہے اور جب وہ دشمن کی صف کو چیر کر آگے بڑھیں تو اُن کی پیٹھ کی حفاظت ہوتی رہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے اسی خیال کے ماتحت اپنے دائیں بائیں دیکھا کہ دیکھوں میرے دائیں بائیں کون ہے؟ کہتے ہیں میری جو نظر پڑی تو میں نے دیکھا وہی دو انصاری لڑکے پندرہ پندرہ سال کی عمر کے میرے دائیں بائیں کھڑے تھے۔...... اوّل تو یہ مدینہ کے رہنے والے ہیں۔...... (کہتے ہیں مجھے خیال ہوا، دل بیٹھ گیا۔)...... جہاں کے لوگ لڑائی کے فن سے ناآشنا ہیں۔ پھر یہ پندرہ پندرہ سال کے لڑکے ہیں۔ انہوں نے میری کیا حفاظت کرنی ہے۔ تو آج میرے دل کے جوش کی جو حالت ہے وہ دل میں ہی رہے گی اور میں اپنی حسرت نہیں نکال سکوں گا۔

بہرحال اس کا خلاصہ بیان کر دیتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ یہ خیال ابھی میرے دل میں آ رہا تھا کہ مجھے دائیں طرف سے میرے پہلو میں کہنی لگی میں نے مڑ کر اُس لڑکے کی طرف دیکھا کہ وہ مجھے کیا کہنا چاہتا ہے۔ وہ اپنا منہ میرے کان کے قریب لایا اور اُس نے آہستگی سے مجھے کہا کہ چچا وہ ابوجہل کونسا ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُکھ دیا کرتا تھا۔ میرا دل چاہتا ہے آج اُس سے بدلہ لوں۔ ابھی کہتے ہیں مَیں نے اُس کا جواب دینا ہی تھا تو دوسری طرف سے مجھے ایک کہنی لگی اور اُس نے بھی میرے کان کے قریب اپنا منہ لا کر کہا کہ چچا وہ ابوجہل کونسا ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُکھ دیا کرتا تھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ آج اُس سے بدلہ لوں۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ ابوجہل جو سردار ہے اور لشکر کے درمیان میں ہے اس کے بڑے کُہنہ مشق، جنگجو قسم کے لوگ اُس کے ساتھ کھڑے ہوں گے کہ اُس تک مَیں پہنچوں اور قتل کروں۔ لیکن ان بچوں کو یہ خیال آ گیا۔ بہرحال کہتے ہیں میں نے اشارہ کیا اور دونوں بچوں کی خواہش تھی کہ میں ہی اس نعمت کو بجا لاؤں یعنی یہ انعام مجھے ہی ملے کہ میں ابوجہل کو قتل کرنے والا بنوں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی تو یہ حالت تھی کہ وہ پریشان تھے مگر ان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ ان دونوں کے دلوں میں ایمان نے ایک ہی جذبہ پیدا کر رکھا تھا۔ "عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ ان دونوں کے سوال سے میرے دل پر حیرت طاری ہو گئی اور مجھے اُن کے ایمان کو دیکھ کر بہت ہی تعجب ہوا۔ چنانچہ میں نے انگلی اُٹھا کر یہ بتانے کے لئے کہ تمہارا خیال کیسا ناممکن ہے، کہا کہ وہ قلبِ لشکر میں (یعنی

بالکل درمیان میں) جو شخص گھوڑے پر سوار ہے اور سر سے پیر تک مسلح ہے اور جس کے آگے دو جرنیل ننگی تلواریں لے کر پہرہ دے رہے ہیں، وہ ابوجہل ہے۔ اس وقت ابوجہل کے سامنے ایک تو عکرمہ ننگی تلوار لے کر پہرہ دے رہا تھا اور ایک اور مشہور جرنیل تھا۔'' کہتے ہیں اور عکرمہ بھی کوئی معمولی انسان نہیں تھا بلکہ اُس وقت دنیا کے بہترین سپاہیوں میں سے تھا اور وہ دونوں اُس وقت ننگی تلواریں لے کر ابوجہل کے سامنے کھڑے تھے۔ غرض عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے انگلی اُٹھا کر اُنہیں بتایا کہ ابوجہل کونسا ہے۔ میری غرض یہ تھی کہ اُنہیں معلوم ہو جائے، ان کا خیال کیسا ناممکن ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ ابھی میری انگلی نیچے نہیں آئی تھی، جس طرح باز چڑیا پر حملہ کرتا ہے، اسی طرح انہوں نے یکدم حملہ کر دیا اور پیشتر اس کے کہ کفار کے لشکر کو ہوش آئے کہ یہ ہو کیا گیا ہے، انہوں نے ابوجہل کو زخمی کر کے نیچے گرا دیا۔ ان میں سے ایک کا ہاتھ کٹ گیا تو وہ کٹے ہوئے ہاتھ کو الگ پھینک کر پھر آگے بڑھا اور دونوں نے ابوجہل کو زخمی کر کے نیچے گرا دیا اور اس طرح ...... بدر کی جنگ بے جرنیل کے لڑی گئی''

فرمایا کہ ''دیکھو وہ قوم جو اتنی ذلیل سمجھی جاتی تھی کہ اس کے افراد کو لڑائی کے قابل ہی خیال نہیں کیا جاتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے طفیل اُن میں کتنا تغیر پیدا ہوا کہ ابوجہل مرتا ہے تو اس حسرت کے ساتھ کہ مجھے مدینہ کے دو لڑکوں نے مارا۔ وہ کہتا ہے مرنے کی پرواہ نہیں، سپاہی لڑائی میں مرا ہی کرتے ہیں۔ مجھے حسرت اور افسوس ہے تو یہ کہ مدینہ کے دو لڑکوں نے مجھے مارا۔ گویا وہ لوگ جنہیں عرب سپاہی تک نہیں سمجھتے تھے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو خدا جس کے قبضہ میں دل ہیں اور جو کمزور کو قوی بنانے کی طاقت رکھتا ہے، اُس نے اُن کو ایسا بہادر اور جری بنا دیا کہ ایک تجربہ کار جرنیل جس بات کو ناممکن سمجھتا تھا، خدا نے وہ کام اُس قوم کے دو بچوں کے ہاتھ سے کروا دیا۔

پھر عرب لوگوں کے اندر اس قدر غیرت ہوا کرتی تھی کہ وہ غیرت میں اپنی ہر چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، مگر دیکھو پھر کس طرح خدا نے اُن کے دل بدل ڈالے اور ان کے دلوں سے جھوٹی غیرت کا احساس تک جاتا رہا''۔ اور پھر آپ نے اس شخص کا واقعہ بیان فرمایا جو ایک لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا اور اُس کے باپ کے پاس گیا۔ اُس نے کہا کہ مجھے لڑکی دکھا دو۔ اُس نے کہا نہیں لڑکی میں نہیں دکھا سکتا۔'' وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں ایک لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں مگر اُس کا باپ لڑکی کی شکل مجھے نہیں دکھاتا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ غلطی کرتا ہے، اُسے لڑکی دکھا دینی چاہئے۔ وہ پھر اُس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا تم نے انکار کیا تھا اور کہا تھا میں لڑکی نہیں دکھاتا۔ میں نے اس بارے میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ نکاح کے موقع پر لڑکی کو دیکھ لینا جائز ہے۔ باپ کہنے لگا جائز ہو گا مگر میں تمہیں نہیں دکھاتا۔ (اپنی غیرت دکھائی اُس نے۔) تم کسی اور جگہ رشتہ کر لو۔ لڑکی اندر بیٹھی ہوئی یہ باتیں سن رہی تھی۔ جونہی اُس نے یہ بات سنی وہ فوراً ننگے منہ باہر نکل آئی اور کہنے لگی کہ باپ! آپ کیا کہتے ہیں۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ لڑکی کو نکاح سے قبل دیکھ لینا جائز ہے تو آپ کو اس سے کیا انکار ہو سکتا ہے۔ پھر وہ اس نوجوان سے کہنے لگی۔ لو میں تمہارے سامنے کھڑی ہوں مجھے دیکھ لو۔ اُس نوجوان نے کہا مجھے دیکھنے کی ضرورت نہیں، مجھے ایسی ہی لڑکی پسند ہے جو خدا اور اُس کے رسول کی ایسی فرمانبردار ہے۔ تو دیکھو کس طرح اہلِ عرب کے قلوب کو بظاہر دنیاوی عزتیں قربان کرنے کیلئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کر دیا کہ اُن کے مدّنظر سوائے اس کے اور

کوئی بات نہ رہی کہ خدا اور اُس کے رسول کا کیا حکم ہے۔تو قلوب کو دنیا کی کوئی حکومت نہیں بدل سکتی۔قلوب کو اللہ تعالیٰ ہی بدلتا ہے۔بزدل بہادر بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت۔اور بہادر بزدل بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت۔کنجوس سخی بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت اور سخی کنجوس بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت۔جاہل عالم بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت اور عالم جاہل بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت۔جب خدا کسی قوم کے متعلق حکم دیتا ہے کہ اُس کو مٹا ڈالو تو اُس کے عالم جاہل ہو جاتے ہیں، اُس کے بہادر بزدل ہو جاتے ہیں، اُس کے سخی کنجوس ہو جاتے ہیں اور اُس کے طاقتور کمزور ہو جاتے ہیں۔مگر جب خدا کسی قوم کے متعلق فیصلہ کرتا ہے کہ اُسے بڑھایا جائے تو اُس کے کمزور بہادر بن جاتے ہیں، اُس کے جاہل عالم بن جاتے ہیں، اُس کے بخیل سخی بن جاتے ہیں اور اُس کے بیوقوف عقلمند بن جاتے ہیں۔ہم نے اپنی زندگیوں میں اس قسم کی کئی مثالیں دیکھی ہیں"

فرماتے ہیں کہ "احمدیوں میں بھی ہم نے دیکھا ہے کہ ایک شخص اخلاص کے ساتھ احمدی ہوتا ہے، وہ اَن پڑھ اور جاہل ہوتا ہے مگر احمدی ہوتے ہی اُس کی زبان اس طرح کھل جاتی ہے کہ بڑے بڑے مولوی اُس کے ساتھ بات کرنے سے گھبرانے اور کترانے لگ جاتے ہیں۔مگر ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بعض علم والے آدمی ہماری جماعت میں داخل ہوتے ہیں مگر چونکہ اُن کے دلوں میں احمدیت کے متعلق اخلاص نہیں ہوتا، اس لئے وہ اسی طرح جاہل رہتے ہیں جس طرح غیر احمدی ہونے کی حالت میں علمِ دین سے جاہل ہوا کرتے تھے۔جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ہمارا علم ذاتی نہیں بلکہ خدا کا دیا ہوا علم ہے۔ہماری بہادری اپنی نہیں بلکہ خدا کی دی ہوئی بہادری ہے۔ہماری قربانیاں اپنی نہیں بلکہ خدا کی دی ہوئی توفیق کا نتیجہ ہیں۔اگر وہ خدا کی دی ہوئی بہادری نہ ہوتی، اگر وہ خدا کا دیا ہوا علم نہ ہوتا، اگر وہ خدا کی دی ہوئی جرأت نہ ہوتی تو اس کا اخلاص سے کیا تعلق ہوتا۔پھر تو عادات سے اور محنت سے اور ذاتی جدوجہد اور کوشش سے ہی اُس کا تعلق ہوتا۔حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو دنیاوی لحاظ سے ان باتوں سے بالکل نابلد ہوتے ہیں مگر ان کے دلوں میں اخلاص ہوتا ہے"

پھر آپ نے مثال دی ہے اس کا خلاصہ بیان کر دیتا ہوں۔پیرا ایک شخص ہوا کرتا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خادم تھا۔بڑی موٹی عقل کا آدمی تھا۔سمجھ نہیں سکتا تھا کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اُس کا ذاتی لگاؤ تھا۔وہ بیمار تھا۔اُس کے والدین اُس کو علاج کرانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس چھوڑ گئے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کا علاج کیا۔ٹھیک ہو گیا اور وہ ڈیوڑھی پر پڑا رہتا تھا۔اُس کے رشتہ دار جب واپس لینے کے لئے آئے تو اُس نے کہا نہیں۔اب جس نے میرا علاج کیا تھا میں تو اُس کے پاس ہی رہوں گا۔تمہارے ساتھ نہیں جاتا۔وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈیوڑھی میں بیٹھا رہتا تھا۔پیغام لانا، پیغام رسانی کرنا، مہمانوں کو کھانا پہنچانا، یہ کام تھا......حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اُس وقت قادیان میں پوسٹ آفس نہیں ہوتا تھا، نہ ریل تھی، تار گھر وغیرہ کچھ نہیں تھا اور سٹیشن بھی نہیں تھا۔جو لوگ بٹالہ میں سٹیشن پر اترتے تھے تو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب وہاں جا کے لوگوں کو ورغلایا کرتے تھے کہ قادیان نہ جاؤ۔تمہارا ایمان خراب ہو جائے گا۔ایک دن اُن کو سارا دن سٹیشن پر پھرنے سے اور کوئی شکار نہیں ملا۔پیرا کو کسی کام سے کوئی بلٹی چھڑانے کے لئے، تار دینے کے لئے وہاں بھیجا گیا تھا تو انہوں نے اُس کو پکڑ لیا۔وہ کہنے لگے کہ پیرے! تیرا تو ایمان خراب ہو گیا۔مرزا صاحب کافر اور دجال ہیں نعوذ باللہ۔تو اپنی عاقبت اُن کے پیچھے لگ کر کیوں

خراب کرتا ہے۔پیرا ان کی باتیں سنتا رہا۔جب ساری باتیں کرلیں تو پھر پیرے سے پوچھا کہ بتاؤ میری باتیں کیسی ہیں؟پیرا کہنے لگا مولوی صاحب! میں تو اَن پڑھ اور جاہل ہوں۔مجھے نہ علم ہے اور نہ مسئلے سمجھ سکتا ہوں۔لیکن ایک بات ہے جو مَیں آپ کی سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ میں سالہا سال سے بلٹیاں لینے اور تاریں دینے کے لئے یہاں آتا ہوں اور مَیں دیکھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ سٹیشن پر آکر لوگوں کو قادیان جانے سے منع کرتے ہیں۔آپ کی اب تک شاید اس کوشش میں کتنی ہی جوتیاں گھِس گئی ہوں گی مگر مولوی صاحب! پھر بھی آپ کی کوئی نہیں سنتا اور مرزا صاحب قادیان میں بیٹھے ہیں اور پھر بھی لوگ اُن کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔آخر کوئی بات تو ہے جس کی وجہ سے یہ فرق ہے۔تو دیکھو یہ کیسا لطیف اور صحیح جواب ہے"۔اُس کو کوئی دلیل نہیں آتی تھی لیکن یہ قدرتی جواب تھا جو اللہ تعالیٰ نے پیرے کو سکھایا جس کی نماز کی حالت میں ہی آپ کو بتائی۔

تو فرمایا "تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو بعض دفعہ ایسی باتیں سمجھا دیتا ہے کہ انسان کی عقل دنگ ہو جاتی ہے کیونکہ اُس کے پاس یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سارے سامان ہیں اور جس چیز کی کمی ہو وہ اُس کے پاس موجود ہوتی ہے۔عقل کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے۔جرأت کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے۔سخاوت کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے۔صحت کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے۔عزت کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے،مال کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے۔غرض ہر چیز کے خزانے اُس کے پاس موجود ہیں اور وہ اپنے بندوں کو ان خزانوں میں سے ایسے رنگ میں حصہ دیتا ہے کہ انسان حیران ہو جاتے ہیں......"

پھر آخر میں آپ فرماتے ہیں:

"تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی سب کچھ آتا ہے،انسانی طاقت کچھ نہیں کر سکتی۔اس لئے یاد رکھو دعائیں جب تک مُضطر ہو کر نہ کی جائیں،یعنی اس یقین کے ساتھ کہ دنیا کی ہر ضرورت کو پورا کرنے والی ہستی صرف اور صرف خدا کی ذات ہے،اُس وقت تک قبول نہیں ہوتیں۔بیشک دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو کو خدا کے دیئے ہوئے میں سے دیتے ہیں مگر بہر حال وہ انسان کو کپڑا ہی دے سکتے ہیں۔بیشک دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو کو خدا کے دیئے ہوئے میں سے دیتے ہیں مگر بہر حال وہ دوسرے کو مکان ہی دے سکتے ہیں۔بیشک دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو خدا کے دیئے ہوئے علم میں سے دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں مگر بہر حال وہ بیماروں کا علاج ہی کر سکتے ہیں۔بیشک دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو کو خدا کے دیئے ہوئے علم سے دوسروں کی حفاظت کے لئے مقدمہ مفت لڑ سکتے ہیں مگر بہر حال وہ مقدمہ بغیر فیس کے لینے کے ہی لڑ سکتے ہیں۔مگر کوئی انسان دنیا کا ایسا نظر نہیں آ سکتا جس کے ہاتھ میں یہ ساری چیزیں ہوں۔کوئی انسان ایسا نہیں جس کے ہاتھ میں دلوں کی تبدیلی ہو،کوئی انسان ایسا نہیں جس کے ہاتھ میں جذبات کی تبدیلی ہو۔یہ صرف خدا کی ذات ہے جس کے قبضہ اور تصرف میں تمام چیزیں ہیں اور جو دلوں اور اُس کے نہاں در نہاں جذبات کو بھی بدلنے کی طاقت رکھتا ہے۔پس جب تک مُضطر ہو کر دعا نہ کی جائے اور جب تک چاروں طرف سے مایوس ہو کر اور خدا پر کامل ایمان رکھ کر دعا نہ کی جائے،اُس وقت تک دعا قبول نہیں ہوتی لیکن جب اس رنگ میں دعا کی جائے تو وہ خدا کے عرش پر ضرور پہنچتی ہے اور قبول ہو کر رہتی ہے۔تو آپ کا جو انداز خطاب تھا یہ اُس کی بعض جھلکیاں تھیں جو مَیں نے پیش کیں......

(خطبہ جمعہ 22/فروری 2013ء بمقام بیت الفتوح لندن بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 15 تا 21/مارچ 2013ء)

پسرش یادگار مے بینم

(کلام حضرت شاہ نعمت اللہ ولی دہلویؒ)

قدرت کردگار مے بینم ○ حالت روزگار مے بینم

از نجوم ایں سخن نمی گویم ○ بلکہ از کردگار مے بینم

''یعنی جو کچھ میں ان ابیات میں لکھوں گا وہ منجمانہ خبر نہیں[1] بلکہ الہامی طور پر مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے''

غین و رے سال چوں گذشت ○ از سال بوالعجب کاروبار مے بینم

''یعنی بارہ سو سال کے گذرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں مطلب یہ کہ تیرھویں صدی کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دنیا میں آئے گا اور تعجب انگیز باتیں ظہور میں آئیں گی اور ہجرت کے بارہ سو سال گذرنے کے ساتھ ہی میں دیکھتا ہوں کہ بوالعجب کام ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے''

گرد آئینۂ ضمیرِ جہاں ○ گرد و زنگ و غبار مے بینم

''یعنی تیرھویں صدی سے دنیا سے صلاح وتقویٰ اُٹھ جائے گی۔فتنوں کی گرد اُٹھے گی۔گناہوں کا زنگ ترقی کرے گا اور کینوں کے غبار ہر طرف پھیلیں گے یعنی عام عداوتیں پھیل جائیں گی۔تفرقہ اور عناد بڑھ جائے گا اور محبت اور ہمدردی اُٹھ جائے گی۔مگر ان باتوں کو دیکھ کر غم نہیں کرنا چاہئے''

ظلمتِ ظلم ظالمانِ دیار ○ بے حد و بے شمار مے بینم

''یعنی ملکوں میں ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہنچ جائے گا اور حاکم رعیت پر اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر اور ایک شریک شریک پر ظلم کرے گا اور ایسے لوگ کم ہوں گے جو عدل پر قائم رہیں''

جنگ و آشوب و فتنہ بیداد ○ درمیان و کنار مے بینم

''یعنی ہندوستان کے درمیان میں اور اس کے کناروں میں بڑے بڑے فتنے اٹھیں گے اور جنگ ہوگا اور ظلم ہوگا''

بندہ را خواجہ وش ہے یا بم ○ خواجہ را بندہ وار مے بینم

''یعنی ایسے انقلاب ظہور میں آئیں گے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائے گا یعنی امیر سے فقیر اور فقیر سے امیر بن جائے گا''

1۔منجمانہ خبر نہیں: کسی نجومی یا جوتشی کی بات نہیں

سکۂ نوزنند بر رُخِ زر ○ در بیش کم عیار مے بینم

''یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی جاتی رہے گی اور نیا سکہ چلے گا جو کم عیار ہوگا اور یہ سب کچھ تیرھویں صدی میں ظہور میں آجائے گا''

بعض اشجارِ بوستانِ جہان ○ بے بہار و ثمار مے بینم

''یعنی قحط پڑیں گے اور باغات کو پھل نہیں لگیں گے''

غم مخور زانکہ من درین تشویش ○ خرمی وصلِ یار مے بینم

''یعنی اس تشویش اور فتنے کے زمانے میں جو تیرھویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں کرنا چاہیئے ۔کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصل یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور ان کے درمیان ہے ۔مطلب یہ کہ جب تیرھویں صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہنچ جائیں گے تو وصلِ یار کی خوشی اخیر صدی میں ظاہر ہوگی یعنی خدا تعالیٰ رحمت کے ساتھ توجہ کرے گا''

چوں زمستانِ بے چمن بگذشت ○ شمسِ خوش بہار مے بینم

''یعنی جب کہ زمستانِ بے چمن مراد یہ ہے کہ جب تیرھویں صدی کا موسم خزاں گذر جائے گا تو چودھویں صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلے گا ۔یعنی مجدد وقت کا ظہور ہوگا''

دَورِ اوچون شود تمام بکام ○ پسرش یادگار مے بینم

''یعنی جب اسکا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائے گا تو اسکے نمونہ پر اسکا لڑکا یادگار رہ جائے گا یعنی مقدریوں ہے کہ خدائے تعالیٰ اسکو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اسی کے نمونہ پر ہوگا اور اُسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا اور وہ اسکے بعد اسکا یادگار ہوگا''

صورت و سیرتش چو پیغمبر ○ علم و حلمش شعارے بینم

''یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے اور شان نبوت اس میں نمایاں ہے اور علم اور حلم اس کا شعار ہے مراد یہ کہ بباعث اپنی اتباع نبی کریم کے گویا وہی صورت اور وہی سیرت اس کو حاصل ہوگئی ہے یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کے بارے میں براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الاَنبِیاءِ یعنی فرستادہ خدا درحلّہ ہائے انبیاء''

ا ح م د دال مے خوانم ○ نامِ آں نامدار مے بینم [1]

''یعنی کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ نام اس امام کا احمد ہوگا''

(ترجمہ وتشریح تحریر فرمودہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ ۔ازنشان آسمانی ،روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 373)

1- ''اربعین فی احوال المہدیین'' تصنیف حضرت سید محمد اسماعیل دہلوی، المرقوم ۲۵ محرم الحرام ۱۲۶۸ ھ مصری گنج کلکتہ

قرآن مجھ کو دے دے عرفان مجھ کو دے دے

(از نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کی سورۃ الحدید میں فرماتا ہے:

ترجمہ: اب ہم مومنوں سے کہتے ہیں کہ کیا اب تک ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے اور اس کلام کے لئے جو حق (وحکمت) کے ساتھ اترا ہے جھکتے نہیں؟ (الحدید 17)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس پر عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو دو تاج پہنائے جائیں گے جن کی روشنی جوان کے گھروں میں سورج کی روشنی ہوتی ہے، اس سے بھی زیادہ ہوگی، پھر جب اس کے ماں باپ کا یہ درجہ ہوا تو خیال کرو خود اس شخص کا جس نے قرآن پر عمل کیا، کیا مرتبہ ہوگا" (ابوداؤد کتاب الوتر باب ثواب قراۃ القرآن)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا "جو شخص قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہوگا۔

(ابوداؤد کتاب الوتر باب ثواب قراۃ القرآن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"قرآن کو بہت پڑھنا چاہئے اور پڑھنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے طلب کرنی چاہیے۔ کیونکہ محنت کے سوا انسان کو کچھ نہیں ملتا کسان کو دیکھو کہ جب وہ زمین میں ہل چلاتا ہے اور قسم قِسم کی محنت اٹھاتا ہے تب پھل حاصل کرتا ہے"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 232)

فرمایا: امام جعفرؒ کا قول ہے واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے کہ میں اس قدر کلام الٰہی پڑھتا ہوں کہ ساتھ ہی الہام شروع ہو جاتا ہے مگر بات معقول معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک جنس کی شے دوسری شے کو اپنی طرف کشش کرتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 520)

پھر فرمایا:

"افسوس ہے کہ لوگ جوش اور سرگرمی کے ساتھ قرآن شریف کی طرف توجہ نہیں کرتے جیسا کہ دنیا دار اپنی دنیا داری پر یا ایک شاعر اپنے اشعار پر غور کرتا ہے ویسا بھی قرآن شریف پر غور نہیں کیا جاتا۔ بٹالہ میں ایک شاعر تھا اس کا ایک دیوان ہے۔ اس نے ایک دفعہ ایک مصرعہ کہا۔

صَبَا شَرْمَنْدَہ مِے گَرْدَدْ بَرُوئِے گُلْ نِگہ کَرْدَن

(یعنی ہوا پھول کے چہرے پر نگاہ کر کے شرمندہ ہوگئی)

مگر دوسرے مصرعہ کی تلاش میں برابر چھ مہینے سرگردان وحیران پھرتا رہا۔ بالآخر ایک دن ایک بزاز کی دکان پر کپڑا خریدنے گیا بزاز نے کئی تھان کپڑوں کے نکالے، پر اسکو کوئی پسند نہ آیا آخر بغیر کچھ خریدنے کے جب اٹھ کھڑا ہوا تو بزاز ناراض ہوا کہ تم نے اتنے تھان کھلوائے اور بے فائدہ تکلیف دی اس پر اس کو دوسرا مصرعہ سوجھ گیا اور اپنا شعر اس طرح اس نے مکمل کیا۔

صَبَا شَرْمَنْدَہ مِے گَرْدَدْ بَرُوئِے گُلْ نِگہ کَرْدَن
کِہ رَخْتِ غُنْچِہ رَا وَا کَرْدْ وَنَتَوَانِسْت تہ کَرْدَن

(اس کا مطلب ہے ہوا پھول کے چہرے پر نگاہ کر کے شرمندہ ہوگئی کہ اس نے کلی کو کھول تو دیا (اور پھول بنادیا) لیکن (پھول کو کلی کی صورت میں) واپس نہیں لا سکتی تھی)

جس قدر محنت اس نے ایک مصرعہ کے لئے اٹھائی اتنی محنت اب لوگ ایک آیت قرآنی کے سمجھنے کے لئے نہیں اٹھاتے۔ قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں۔
(ملفوظات جلد اول صفحہ 542)

حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ایک صاحب نے وظائف کی ایک کتاب پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا:

''بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبّر میں لگاوے دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمتِ الٰہی میرے بھی شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر اور قسم کا چنتا ہے پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 519)

سیدنا مصلح موعود نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

''قرآن کریم ایک چھوٹی سی کتاب ہے لیکن زمین کی طرح اس کی ایک تہہ کے نیچے ایک مضمون ہے دوسری تہہ کے نیچے دوسرا مضمون ہے۔ تیسری تہہ کے نیچے تیسرا مضمون ہے اور اسی طرح تھوڑے سے الفاظ میں ہزاروں مضامین بیان کر دیئے گئے ہیں''۔ (انوار العلوم جلد 22 صفحہ 396)

پھر فرمایا: ''پس میں اپنی جماعت کے لوگوں کو (ہدایت کرتا ہوں) کہ قرآن کریم کے پڑھنے میں کوشش کریں اور ان کو ایسے ایسے معارف ملیں گے کہ اُن کی رُوحیں ان کی لذت کو محسوس کریں گی اور ان کو معلوم ہوگا کہ وہ ایسے سمندر میں سے جواہرات نکال رہے ہیں کہ جس کے جواہرات کا کبھی خاتمہ نہیں ہوسکتا'' (خطبات محمود جلد ششم صفحہ 189)

''ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ ایک بادشاہ کے وزیر تھے انہیں علم سیکھنے اور سکھانے کا بہت شوق تھا انہوں نے شہر کے لوگوں سے کہا مجھے چالیس لڑکے دے دو اور انہیں بارہ سال تک میرے پاس رہنے دو۔ اس کے بعد وہ جو چاہیں کریں۔ لوگوں کو ان پر اعتبار تھا انہوں نے اپنے لڑکے دے دیئے۔ اس بزرگ نے ایک مکان لیا اور خود بھی اس میں آگئے اور کچھ استاد رکھ لئے۔ ان کا طریق یہ تھا کہ وہ صبح کے وقت اٹھتے اور قرآن کریم بچوں کے سامنے رکھ دیتے اور کہتے تلاوت کرو۔ اس کے بعد تہجد پڑھواتے پھر صبح کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ ان سے اذان دلواتے اذان اور نماز کے درمیان انہیں قرآن کریم کی ایک آیت بتا دیتے اور کہتے اسے یاد کرلو۔ پھر صبح کی نماز پڑھواتے اور نماز کے بعد ایک حدیث یاد کرواتے اس کے بعد انہیں باہر لے جاتے اور ورزش کرواتے جب دھوپ سر پر آتی تو انہیں دریا کے کنارے لے جاتے اور انہیں تیر اندازی سکھاتے۔ جب ورزش اور تیر اندازی کر کے واپس آجاتے تو انہیں دو تین چھوٹے چھوٹے اسباق اس رنگ میں دیتے کہ ایک چھوٹا سا مسئلہ نحو کا بتا دیا ایک چھوٹا سا مسئلہ صرف کا بتا دیا اور کسی بڑے شاعر کا ایک شعر بتا دیا اور اسکی لغت یاد کرا دی۔ پھر ظہر کا وقت آجاتا نماز پڑھواتے اور نماز کے بعد لڑکوں کو عربی کی کوئی ایک ضربُ المَثَل یاد کرا دیتے، کوئی ایک فقہ کا مسئلہ بتا دیتے یا منطق کا کوئی مسئلہ بتا دیتے۔ پھر عصر کی نماز کا وقت آجاتا عصر کی نماز پڑھواتے اور اسکے بعد انہیں باہر لے جاتے اور وہاں فُنونِ جنگ کی مہارت کرواتے اس طرح وہ سارا دن انہیں مختلف کام سکھانے میں لگے رہتے۔ بارہ سال کے اندر اندر انہوں نے ان لڑکوں کو قرآن و حدیث کا پورا ماہر بنا دیا۔ قرآن کریم کا حافظ بنادیا۔ پورا منطقی اور پورا فقیہہ بنا دیا اور اس کے ساتھ انہیں پورا سپاہی بھی بنا دیا۔ غرض ایک ایک چیز کا روزانہ یاد کرلینا کوئی

مشکل بات نہیں تم روزانہ چند آیات یاد کرلوتو بڑی آسانی کے ساتھ تھوڑے ہی عرصے میں سارے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ سکتے ہو بعض آیات تو بہت چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں اگر انہیں دوسری چھوٹی آیات کے ساتھ ملا کر بڑی آیت کے برابر سمجھ لیا جائے اور اگر اڑھائی تین سطروں کا بھی روزانہ اندازہ رکھا جائے تو بڑی آسانی کے ساتھ تم تین سال کے اندر اندر پورے قرآن کریم کا ترجمہ سیکھ سکتے ہو یہ سکیم بچوں میں بھی شروع کرنی چاہئے اور اگر لجنہ اماء اللہ بھی اس سکیم کو اپنا لے تو پھر مائیں اپنے بچوں کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا سکتی ہیں''

(انوارالعلوم جلد 21 صفحہ 228,229)

ہمارے پیارے اِمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ہر احمدی کی آج ذمہ داری ہے کہ اس عظیم صحیفہ الٰہی کی، اس قرآن کریم کی تلاوت کا حق ادا کریں اپنے آپ کو بھی بچائیں اور دنیا کو بھی بچائیں۔جن لوگوں کی (دین حق) کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے لیکن احمدی نہیں ہوئے۔ان میں سے بہت سوں نے آخر حقیقی دین (دین حق)اور حق کی تلاش میں احمدیت کی گود میں آنا ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ۔اس کے لئے ہر احمدی کو اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے۔آج جب (۔) دشمن طاقتیں ہر قسم کے ہتھکنڈے اور اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنے پر تلی ہوئی ہیں، بیہودگی کا ایک طوفان برپا کیا ہوا ہے تو ہمارا کام پہلے سے بڑھ کر اس الٰہی کلام کو پڑھنا ہے، اس کو سمجھنا ہے، اس پر غور کرنا ہے، فکر کرنا ہے، تدبر کرنا ہے اور پہلے سے بڑھ کر اس کلام کے اتارنے والے خدا کے آگے جُھکنا ہے تا کہ ان برکات کے حامل بنیں جو اس کلام میں پوشیدہ ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے''

(مشعل راہ جلد 5 حصہ پنجم صفحہ 121,122)

(بقیہ از صفحہ 41)

ذہانت و صحت جسمانی

6 دسمبر مجلس انصاراللہ دارالنور فیصل آباد نے بمقام گوکھووال نزد ٹی وی بوسٹر سائٹ پر پکنک منائی جس میں 12 انصار نے حصہ لیا، ورزشی مقابلہ جات میں Slow اور Fast سائیکلنگ کا مقابلہ ہوا، صحت کے موضوع پر لیکچر بھی ہوا۔ پکنک میں 38 انصار اور 12 خدام نے حصہ لیا۔

15 دسمبر مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام ورزشی مقابلہ جات ہوئے جن میں مشاہدہ معائنہ، میوزیکل چیئرز اور کلائی پکڑنا شامل ہیں جن میں 59 انصار نے حصہ لیا۔

15 دسمبر نظامت انصاراللہ ضلع اسلام آباد کے زیر اہتمام سالانہ ضلعی اجتماع کے موقع پر رسہ کشی، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس، مشاہدہ معائنہ اور کلائی پکڑنے کے مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ مکرم صدر مجلس نے مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والوں میں انعامات تقسیم کیے۔حاضری 139 رہی۔

15 دسمبر مجلس انصاراللہ رچنا ٹاؤن لاہور نے پکنک اور کلوا جمیعاً کا پروگرام بمقام رانا ٹاؤن چک نمبر 39 میں منعقد کیا جس میں تمام انصار اپنے اپنے گھر سے کھانے بنا کر لائے۔ پروگرام میں 17 انصار، 2 خدام اور 2 اطفال نے شمولیت کی۔

22 دسمبر مجلس انصاراللہ النور کراچی نے سرسید پارک اور بیت الذکر تک پانچ کلومیٹر سائیکل سفر کا اہتمام کیا پارک میں وقار عمل بھی کیا گیا۔حاضری 15 رہی۔

تربیت صف دوم

15 دسمبر مجلس انصاراللہ رچنا ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام سائیکل سفر برائے خدمت خلق کیا گیا اور چک نمبر 39 رانا ٹاؤن میں 35 مریضوں کو ادویات دی گئیں اس کے علاوہ 4 بچوں کو گرم کپڑے دیے گئے، میڈیکل کیمپ تک سفر بذریعہ سائیکل کیا جس میں ایک ڈاکٹر اور دو انصار نے حصہ لیا۔

15 دسمبر مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام بیت الشفاء سے ملیر ہالٹ تک 5 کلومیٹر سے زائد فاصلہ سائیکلوں پر طے کیا۔جس میں نصف گھنٹہ لگا۔15 انصار نے شمولیت کی،

یادوں کے دریچے

○ وہ دل کا حلیم ہوگا
○ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا
○ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

(مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد)

"یادوں کے دریچے" حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم خلف الرشید سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی خودنوشت قلمی نسخہ ہے جس میں سے حضرت مصلح موعود کی سیرت کے بارے میں چند یادیں بطور نمونہ پہلی بار احباب جماعت کی خدمت میں پیش ہیں۔

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا

دل کا حلیم

کارکنان اور ملازمین پر شفقت اور ان کی دلداری کا بے حد خیال رکھتے ۔متعدد واقعات احباب جماعت پر گزرے ہوں گے یہاں صرف تین واقعات بطور مثال درج کررہاہوں:

سندھ میں جب لائیڈ بیراج سندھ کی تعمیر مکمل ہوئی تو حکومت نے اراضیات کی فروخت کا فیصلہ کیا جواس وقت تک بنجر علاقے تھے۔پانی نہ ہونے کی وجہ سے زراعت مفقود تھی ابا جان نے اپنے ایک خواب کی بناء پر اراضیات خریدنے کا فیصلہ کیا۔تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے لئے بھی اراضی خریدیں۔اس زمانہ میں جماعت کی مالی حالت بہت کمزور تھی۔انجمن اور تحریک اس قابل نہ تھے کہ اراضیات کی آبادی کے لئے پورا سرمایہ مہیا کرسکیں اس لئے ابا جان نے یہ ذمہ واری بھی اپنے پر لے لی اور فیصلہ کیا کہ اراضیات کی ترقی وغیرہ کی خودنگرانی فرمائیں گے۔اس غرض سے ایک دفتر کھولا۔اس دفتر کے ایک کارکن کی کسی غلطی کی وجہ سے اس پر ناراض ہوئے اور ڈانٹ ڈپٹ بھی کی۔کارکن سمجھتے تھے کہ ان کا کوئی قصور نہیں اس وجہ سے بہت دل برداشتہ تھے اور فیصلہ کرلیا کہ استعفیٰ دے دوں گا۔ان کا بیان ہے کہ دفتر بند ہونے کے بعد شام کو جب گھر لوٹا۔ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ باہر سے حضرت صاحب کے ایک باڈی گارڈ نے آواز دی میں سمجھا کہ حضور نے شاید بلایا ہے۔میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک ٹرے ہے اور ایک عمدہ کپڑے سے ڈھکی ہوئی ہے۔اس نے کہا کہ حضور

نے آپ کے لئے بھیجا ہے۔خاکسار نے ٹرے لی۔ دیکھا کہ اس میں کافی پھل اور مٹھائی ہے۔حضور کی یہ شفقت دیکھ کر تمام کوفت اور پریشانی دور ہوگئی۔ بلکہ اس ناچیز پر حضور کی اس مہربانی کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

حسب معمول گرمیوں کے چند ماہ گزارنے کے لئے آپ مری پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے۔صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کوئی ضروری خط آپ کو ملا۔ آپ نے اس کے متعلق ہدایات لکھ کر نائب پرائیویٹ سیکرٹری کو دیں اور ہدایت کی کہ فوری طور پر یہ خط دفتر کے کسی ذمہ دار کارکن کے ہاتھوں ربوہ بھجوادیں۔جو کارکن جائے اس کو ہدایت کردیں کہ اس کا جواب لے کر فوری آئے۔ اگلے دن شام تک آپ کو کوئی اطلاع نہ ملی۔مغرب کے قریب کا وقت تھا،موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔آپ نے ایک ملازم کو کہا کہ نائب پرائیویٹ سیکرٹری کو بلالاؤ۔ان کے آنے پر آپ نے دریافت فرمایا کہ ابھی تک میرے اس خط کا جواب ربوہ سے نہیں آیا۔ان کا جواب تھا کہ حضور میں خط بھجوانا بھول گیا تھا اب ابھی بھجوا دیتا ہوں۔آپ نے ان کو کہا کہ میں ایسے غیر ذمہ دار کارکن کو رکھنے کو تیار نہیں۔آپ اسی وقت ربوہ واپس چلے جائیں۔وہ یہ سن کر روانہ ہو گئے۔اس وقت موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ شدید بارش کا خیال آتے ہی آپ نے اپنی برساتی اور چھتری ایک پہریدار کو دی اور ہدایت کی کہ فوری چلے جاؤ اور اس کارکن کو برساتی اور چھتری دے کر میری طرف سے کہہ دو کہ واپس کوٹھی آجائیں۔وہ واپس آئے، اندر اطلاع دی اور برساتی اور چھتری اندر بھجوائی تو آپ نے ملازمہ کے ہاتھ برساتی واپس بھجوا کر کہا کہ یہ میری طرف سے تحفہ ہے۔پہاڑ پر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔آپ واپس نہ جائیں۔

ایک دن میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے پاس بیٹھا تھا کہ سلسلہ کے ایک کارکن آپ سے ملنے آئے۔ بیٹھتے ہی کہنے لگے کہ آج حضور نے بہت ڈانٹا ہے اور بڑی خفگی کا اظہار کیا ہے۔حالانکہ میری غلطی بہت معمولی قسم کی تھی اور اس وجہ سے مجھے بہت رنج ہے اور میں اس لئے آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے مسکرا کر ایک نہایت لطیف نکتہ بیان فرمایا۔آپ نے ان صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ نے شاید پیشگوئی مصلح موعود کا بغور مطالعہ نہیں کیا۔الہام کے الفاظ میں ”دل کا حلیم ہو گا“ کے الفاظ ہیں۔صرف حلیم ہوگا کے الفاظ نہیں ہیں آپ فکر نہ کریں۔آپ دیکھیں گے کہ حضرت صاحب کی شفقت اور مہربانی آپ پر پہلے سے بھی زیادہ ہوگی۔ایسا ہی ہوا۔

وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا

تقسیم ملک کے اعلان کے بعد جو حالات پیدا ہوئے اور جن مصائب اور دکھوں کا مسلمانانِ ہند کو سامنا کرنا پڑا وہ تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔حضرت مصلح الموعود نے قادیان کے گردونواح کے (مومنوں) کی حفاظت وغیرہ کے متعلق جو ذمہ داری اٹھائی اس کے ذکر سے قبل اپنی ایک خواب کا لکھنا ضروری معلوم دیتا ہے۔کیونکہ اس کا مصلح موعود کے ”ذہین و فہیم“ ہونے کے ساتھ براہِ راست تعلق ہے۔ میں نے 33-1932ء میں خواب میں دیکھا کہ قادیان کے گردونواح میں شدید لڑائی ہو رہی ہے جو قادیان کے مختلف محلوں تک پہنچ گئی ہے۔ظہر کا وقت ہے میں وضو کر کے ”بیت المبارک“ میں نماز کے لئے گیا ہوں کہ کیا دیکھتا ہوں کہ مولوی عبدالرحمٰن جٹ صاحب (جو اس وقت مدرسہ احمدیہ میں ابتدائی کلاسوں کے استاد بھی تھے اور احمدیہ سکول کے بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ بھی۔اس کے علاوہ ان کی کوئی نمایاں جماعتی حیثیت نہ تھی۔ان دنوں تو حضرت مسیح موعودؑ

کے درجنوں رفقاء اور دیگر علماء قادیان میں رہائش رکھتے تھے) امامت کے لئے محراب میں کھڑے ہوئے اور جملہ احباب سے خطاب کیا کہ اس وقت ہم سخت خطرہ کی حالت میں ہیں۔ ہتھیار بھی ہم نہیں رکھ سکتے اس لئے سب کو تحریک کرتا ہوں کہ کم از کم مضبوط ڈنڈے ہر شخص اپنے پاس ہر وقت رکھے۔ اس اعلان کے سننے کے بعد میں واپس دارِ مسیح میں آیا ہوں اور خاکی وردی میں نے پہن لی ہے اور اِدھر اُدھر کافی شور اور بندوقوں کی آوازیں آرہی ہیں۔ میں اس وقت دارِ مسیح کی نچلی منزل میں جس میں کنواں بھی ہے اس کے برآمدہ میں کھڑا ہوں اور دن رات ڈیوٹی دینے سے اتنا تھک چکا ہوں کہ ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا ہوں کہ کچھ تو آرام ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا شروع کی ہے کہ دارِ مسیح اور اس کے قریب کے گھر وغیرہ اگر ہمارے قبضہ میں رہیں تو پھر خیر ہے۔

اس خواب کا مجھ پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ کبھی خیال آتا کہ حضرت ابا جان کو اپنی خواب لکھوں۔ کبھی خوف آتا کہ میری کیا حیثیت ہے جو یہ جرأت کروں۔ بہر حال لکھنے کا فیصلہ کر ہی لیا اور ایک ملازمہ کے ہاتھ خواب لکھ کر حضرت ابا جان کی خدمت میں بھجوا دی۔ ملازمہ واپس آئی تو میں نے پوچھا کہ ابا جان نے پڑھ لیا تھا؟ کہنے لگی کہ پڑھ لیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ بہت اہم خواب ہے میں اس کو اپنے پاس محفوظ رکھنا چاہتا ہوں۔ تفاصیل تو ایک طرف لیکن مولوی عبدالرحمٰن جٹ صاحب کا ناظرِ اعلیٰ و امیر جماعتہائے احمدیہ ہندوستان مقرر کیا جانا تو اس وقت کسی کے تصور میں بھی نہیں آسکتا تھا۔

ابا جان نے ایک نوجوان کی خواب کو جس کی عمر اس وقت 18 سال تھی کو جو 1932ء یا 1933ء میں آئی تھی اور بظاہر ایسے حالات پیدا ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، اہمیت دینا پیشگوئی مصلح موعود کے وہ الفاظ کہ ”وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا“ کا ثبوت ہے۔

اس کے علاوہ ہزاروں مثالیں ہوں گی جو اپنوں اور غیروں کے مشاہدہ میں آئی ہوں گی۔ یہ تو دریا کا ایک قطرہ ہے۔ اس جگہ یہ بھی دیکھئے کہ سترہ سال بعد جب یہ خواب ظاہراً بھی پوری ہوئی تو اوّلاً آپ کو یہ خواب یاد تھی۔ دوئم آپ نے مولوی عبدالرحمٰن جٹ صاحب کو ہی ناظرِ اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ اور امیر جماعتہائے ہندوستان مقرر فرمایا۔

ہنستے مسکراتے خدا کی راہ میں جان دینا

تقسیمِ ہند کے معاً بعد جب قتل و خون کا بازار گرم تھا اور افراتفری کی حالت تھی اور (مومنوں) کی جان اور عزت کے سامان مفقود تھے۔ ابا جان نے اعلان کروایا کہ جو بھی (۔) قادیان آسکتے ہوں آجائیں، ہم ان کی رہائش، خوراک اور حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ چنانچہ کئی ہزار (۔) خاندان قادیان آگئے۔ ان کی رہائش اور کھانے کا انتظام جماعت کے سپرد تھا اور ان کو حفاظت سے پاکستان پہنچانے کی ذمہ داری بھی امام جماعت نے اپنے ذمہ لی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ جو لوگ بھی قادیان سے بھجوائے گئے سب کے سب بحفاظت پاکستان پہنچے۔ نیز احمدیوں کے خاندان کے افراد کو بھی پاکستان بھجوایا گیا۔ یہ کام مکمل کرنے کے بعد مردوں میں سے چند سو قادیان کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑے گئے۔ باقی سب مرد بھی پاکستان بھجوا دیئے گئے پیچھے چھوڑے جانے والوں میں ابا جان کے فیصلہ کے مطابق ہم اکثر بھائی قادیان میں مقیم رہے۔ حالات دن بدن بگڑ رہے تھے۔ قادیان کے جملہ محلّہ جات پر غیر مسلموں نے قبضہ کر لیا۔ صرف شہر کا اندرونی حصہ جس میں بیت اقصیٰ، بیت مبارک اور دارِ مسیح، دفاتر اور قریب کے محلّوں کے کچھ گھر

وغیرہ تھے ہمارے قبضہ میں تھا۔ ظاہر حالات تو یہ تھے کہ اس حصہ سے بھی ہمیں جبراً قتل وغارت کر کے نکالنے کی سکیم ہے جب حالات حد سے زیادہ بگڑ گئے اور چاروں طرف سے قادیان کا محاصرہ کر لیا گیا تو اباجان کا خط ہم سب بھائیوں کے نام ملا۔ (ان دنوں جماعت کے نام خطوط اور ہدایات ہوائی جہاز کے ذریعہ ملتی تھیں۔ جماعت نے دو چھوٹے جہاز لاہور میں خریدے تھے۔ ایک عزیزم سید محمد احمد اور دوسرا عزیزم میاں لطیف لاہور سے پرواز کر کے قادیان آتے اور دارِ مسیح کے عین اوپر چھتوں کے قریب آ کر جہاز سے Crates گرا دیتے تھے اور اس طرح ہمارا تعلق پاکستان سے قائم رہا) جس میں آپ نے لکھا:

''جہاں تک ظاہری حالات اور ہماری معلومات کا تعلق ہے ہندوستان کی فوج کی مدد سے سکھوں کے جتھے قتلِ عام شروع کرنے والے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں تم سب بھی قتل کر دیئے جاؤ گے۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم سب بھائی بشاشت سے اور ہنستے مسکراتے خدا کی راہ میں جان دینا۔ کسی قسم کا خوف تمہارے چہروں پر بھی نہ آئے۔

والسلام

مرزا محمود احمد''

اباجان کا یہ خط ہمارے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) نے ہم سب کو اکٹھا کر کے پڑھ کر سنایا۔ ہم سب کا ردِّ عمل بھی ملاحظہ فرمایئے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جب یہ خط ہم سب بھائیوں کو سنایا جا رہا تھا تو کسی قسم کا خوف ہمارے دلوں میں یا ہمارے چہروں پر نہ تھا، نہ کوئی گھبراہٹ یا پریشانی۔ بلکہ بلا استثناء ہم سب مسکرا رہے تھے اور بشاشت سے دین کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار تھے۔ اس خط کے ملنے کے چند دن بعد ہمیں ایک ذریعہ سے دشمن کے ارادوں کا پتہ چل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وائرلیس کا انتظام مہیا فرما دیا تھا کہ جس کے ذریعہ سکھ جتھوں اور ہندوستانی فوج کی نقل وحرکت اور ان کے ارادوں کی اطلاع مل جاتی تھی۔ اطلاع یہ ملی کہ اگلے دن رات کے پچھلے پہر ہندوستانی فوج کا ایک دستہ ''دارِ مسیح'' کا محاصرہ کر کے تلاشی لے گا اور ان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جس کسی سے بھی کوئی ہتھیار نکلے اس کو وہیں گولی مار دی جائے۔ تہجد کی نماز کے لئے جب ہم بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ہمارے گھروں کی چھتوں پر ہندوستانی فوج کے سپاہی اسلحہ سے لیس متعین ہیں اور چاروں طرف گلی کو بھی محاصرہ میں لے لیا گیا ہے۔ اس دستہ کا انچارج ایک میجر تھا۔ نمازِ تہجد سے فارغ ہو کر جب گھر واپس آئے تو یہ میجر اور دو صوبیدار اور چند سپاہی جو سب مشین گنز اٹھائے ہوئے تھے گھر میں داخل ہوئے اور ہم سب کو حکم دیا کہ کمروں سے باہر آ جاؤ، تلاشی ہوگی۔ اور ساتھ ہی میجر نے اعلان کیا کہ جس فرد کے پاس کوئی ہتھیار نکلا اس کو یہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ ذکر کر چکا ہوں ہمیں اس کی اطلاع مل چکی تھی اس لئے ہم سب کو ہمارے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد صاحب جو قادیان میں حفاظت کے جملہ امور کے نگرانِ اعلیٰ تھے نے ہمیں ہدایت کی کہ جملہ اسلحہ نکال دیا جائے۔ چنانچہ سب کمروں کی تلاشی کے بعد ہندوستانی فوجی ناکام و نامراد گئے اور ہمارے قتل کئے جانے کا کوئی بہانہ ان کو نہ مل سکا۔

علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں جس موعود لڑکے کی بشارت عطا فرمائی اس کی صفات بھی اس پیشگوئی میں بیان فرما دیں۔ جن میں سے ایک کہ ''علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' پر لکھنا

تو سوانح نگار کا کام ہے۔ میں تو دو واقعات جس کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے اور ایک جو تاریخ کا حصہ بن چکا ہے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ تا پڑھنے والے پیشگوئی میں مذکور خدائی وعدہ کہ وہ موعود فرزند "علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" کی ایک جھلک یہاں بھی دیکھ سکیں۔ پاکستان بننے کے بعد ابا جان نے پاکستان کی صنعتی و اقتصادی ترقی کے لئے بعض تحریکیں کیں۔ جن میں پاکستان میں بینکنگ اور جہاز رانی کی ابتداء بھی تھی۔ بحری جہازوں کی کمپنی کے قیام کے لئے آپ نے سیٹھ اسمٰعیل صاحب (جو احمدی نہیں تھے) کو توجہ دلائی۔ انہوں نے اس پر آمادگی کا اظہار فرمایا اس شرط کے ساتھ کہ آپ خود بھی اور جماعت کی طرف سے بھی کمپنی میں کچھ حصص خریدیں۔ آپ نے منظور فرمالیا۔ کمپنی کی بنیاد ڈال دی گئی۔ دو چار سال گزرنے پر سیٹھ صاحب نے کمپنی کے سیکرٹری کو ابا جان کی خدمت میں کسی مشورہ کے لئے خط دے کر بھجوایا۔ یہ صاحب آئے اور آپ سے ملے اور واپس چلے گئے۔ کافی سال گزرنے کے بعد اس کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ کے بعد اس کمپنی کے ایک ڈائریکٹر جو سعودی عرب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ میں آپ کے بڑے بھائی سے ملا ہوں۔ آکسفورڈ کے پڑھے ہوئے اور بڑے عالم ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ صاحب جو پہلے کمپنی کے سیکرٹری تھے اور اب مینیجنگ ڈائریکٹر ہو چکے تھے نے ان عرب صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ آپ ان کے والد صاحب سے نہیں مل سکے۔ ان کے علم میں اتنی وسعت اور اتنی گہرائی تھی کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ میں اپنا ذاتی تجربہ آپ کو بتاتا ہوں۔ ہمارا چیئر مین میرے ہاتھ ایک خط لے کر گیا اور انہوں نے مہربانی فرما کر مجھ سے ملاقات کی اور مجھ سے دریافت کیا کہ آپ نے جہاز رانی کے متعلق کوئی باقاعدہ تعلیم بھی حاصل کی ہے؟ میرے بتانے پر کہ انگلستان میں باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے آپ نے جہاز رانی میں کامیابی حاصل کرنے کے متعلق بڑی تفصیلی روشنی ڈالی اور ایسے ایسے امور بیان کئے جو میرے لئے بالکل نئے تھے۔ میں سنتا جاتا تھا اور سخت شرمندہ بھی ہو رہا تھا کہ کہاں میرا علم اور کہاں اس شخص کا علم۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میں اس علم کی ابتدائی کلاس کا طالب علم ہوں۔ یہ تو تھا پاکستان میں جہاز رانی کی ابتداء کا واقعہ۔ اس کمپنی کا نام "پاکستان سٹیم شپ کمپنی لمیٹڈ" ہے۔

دوسری تحریک پاکستان میں بینکس قائم کرنے کی تجویز تھی جو حبیب بنک لمیٹڈ کی شکل میں سامنے آئی۔

اب ایک ایسے امر کا اختصار سے ذکر کر دیتا ہوں جو ملکی دفاع سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت مصلح موعود کوئٹہ تشریف لے گئے۔ پاکستان بننے کی ابتداء میں ہی یہ سفر اختیار کیا تھا۔ چند ماہ وہاں قیام بھی کرنا تھا۔ اس وقت سٹاف کالج کوئٹہ میں جنرل اختر ملک مرحوم بھی تھے (ان کا اس وقت کا عہدہ مجھے یاد نہیں) انہوں نے حضرت ابا جان کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ سٹاف کالج کو جو افسران سپیشل کورسز کے لئے مقیم ہیں ان کو "پاکستان کا دفاع" کے موضوع پر خطاب کریں۔ شام کی چائے پر سب کو مدعو کیا جائے گا اس موقع پر آپ تقریر فرمائیں۔ حضرت ابا جان نے پاکستان کے دفاع اور اس کے لئے مناسب اسلحہ وغیرہ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی اور بعض تجاویز بھی پیش کیں۔ جن میں تینوں سروسز یعنی آرمی، نیوی اور ایئر فورس کے متعلق مختلف زاویوں سے دفاع کی تفاصیل بیان فرمائیں۔ جنرل محمد ایوب خان صاحب ان دنوں سٹاف کالج میں کورس کر رہے تھے۔ بہر حال اختر مرحوم نے ایوب خان کو بھی دعوت نامہ دیا۔ انہوں نے معذرت کر دی کہ اس دن میں فارغ نہ ہوں گا اس لئے شامل نہ ہو سکوں

گا۔ جنرل اختر ملک صاحب نے اپنے ایک دو مشترکہ دوستوں سے کہا کہ آپ ایوب خان صاحب سے کہیں کہ وہ دوسرا کام چھوڑ کر تشریف لے آئیں۔اس پر وہ رضامند ہو گئے اور تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لے آئے۔ سب سے اگلی صف میں جو کرسیاں بچھی تھیں جنرل ایوب مرحوم انہی میں سے ایک سیٹ پر بیٹھے تھے۔تقریب کے اختتام پر چائے کی سروس شروع ہوئی۔اختر مرحوم نے جنرل ایوب صاحب کا حضرت صاحب سے تعارف کروایا۔ کچھ دیر باتیں کرتے رہے اور بہت شکریہ ادا کیا کہ غیر معمولی علم کا حامل تھا آپ کا لیکچر۔بعد میں اپنے دوستوں سے جنرل ایوب صاحب نے کہا کہ بڑا مشکور ہوں کہ مجھے وہاں آپ لوگ لے گئے۔جب حضرت مرزا صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو میں نے خیال کیا کہ ایک مذہبی آدمی ڈیفنس کے متعلق کیا جانے ،مولویوں والی تقریر ہوگی۔اس نے ہمیں کیا سکھانا اور کیا بتانا ہے۔لیکن جیسے جیسے تقریر آگے بڑھتی گئی مجھے یوں لگ رہا تھا کہ ڈیفنس کے معاملہ میں مَیں ابھی طفلِ مکتب ہوں۔انہوں نے ایسی ایسی تجاویز بیان فرمائی تھیں کہ ہم لوگ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

چوتھا واقعہ جو آپ کے ”علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا“ کے الہامی الفاظ کی منہ بولتی صداقت ہے۔یوں ہوا کہ 26 رفروری 1919ء کو مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کے زیرِ انتظام حبیبیہ ہال میں آپ نے ”اسلام میں اختلافات کا آغاز“ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس جلسہ کے صدر مؤرخِ اسلام جناب سید عبدالقادر صاحب ایم اے تھے۔سید صاحب نے اپنی افتتاحی تقریب میں فرمایا:

”آج کے لیکچرار اس عزت، اس شہرت اور اس پائے کے انسان ہیں کہ شاید ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں۔ آپ اس عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کے خلف ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا بالخصوص عیسائی عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا۔“

جلسہ کے صدر کی افتتاحی تقریب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود نوراللہ مرقدہ نے حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں عبداللہ بن سباء اور اس کے باغی اور مفسد ساتھیوں کی سازشوں اور فتنہ انگیزیوں پر اتنی تفصیلی روشنی ڈالی اور تاریخِ اسلام کی گمشدہ کڑیوں کو اس طرح منکشف اور واضح فرما کر سامنے رکھ دیا کہ سننے والے حیران رہ گئے۔آپ کی تقریر ختم ہونے پر صدرِ مجلس جناب سید عبدالقادر صاحب ایم۔اے نے فرمایا:

”حضرات! میں نے بھی کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے اور آج شام کو جب میں اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں۔لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفلِ مکتب ہوں اور میری علیت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس (میز پر رکھے ہوئے لیمپ کی طرف اشارہ کر کے) کی روشنی کو اس بجلی کے لیمپ (جو اوپر آویزاں تھا کی طرف انگلی اٹھا کر) کی روشنی سے ہے۔حضرات! جس فصاحت اور علیت سے جناب مرزا صاحب نے اسلامی تاریخ کے ایک نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے وہ انہی کا خاصہ ہے۔“

ایک سال کے بعد آپ کا یہ لیکچر کتابی شکل میں شائع کیا گیا اس کی تمہید بھی جناب سید عبدالقادر صاحب نے تحریر فرمائی۔

آپ لکھتے ہیں:

''فاضل باپ کے فاضل بیٹے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کا نامِ نامی اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ یہ تقریر نہایت عالمانہ ہے۔ مجھے بھی اسلامی تاریخ سے کچھ شُد بُد ہے اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان بہت تھوڑے مؤرخ ہیں جو حضرت عثمانؓ کے عہد کے اختلافات کی تہہ تک پہنچ سکے ہیں اور اس مہلک اور پہلی خانہ جنگی کی اصل وجوہات کو سمجھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف خانہ جنگی کے اسباب سمجھنے میں کامیابی ہوئی ہے بلکہ انہوں نے نہایت واضح اور مسلسل پیرائے میں ان واقعات کو بیان فرمایا ہے جن کی وجہ سے ایوانِ خلافت مدت تک تنزل میں رہا۔ میرا خیال ہے ایسا مدلّل مضمون اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گزرا ہوگا۔''

(سید عبدالقادر صاحب کو حکومتِ برطانیہ کی طرف سے ''سر'' کا خطاب بھی دیا گیا تھا)

پاکستان بننے کے بعد آپ نے ملک کے استحکام کے لئے متعدد کوششیں کیں۔ وہ لوگ جو آج پاکستان کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں پاکستان بننے سے قبل اپنی تقریروں میں تو یہاں تک کہہ جاتے تھے کہ ہم پاکستان تو ایک طرف پاکستان کی ''پ'' بھی نہیں بننے دیں گے۔ نعروں میں ایک نعرہ پاکستان کو پلیدستان کہہ کر لگایا جاتا تھا۔ غرض کسی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں سب کچھ تحریروں میں موجود ہے۔

فضل واحسان

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک چچازاد بھائی مرزا نظام الدین صاحب شدید معاندین میں سے تھے۔ مخالفت کا کوئی حربہ نہ تھا جو انہوں نے استعمال نہ کیا اور آخر عمر تک مخالفت میں کوئی کمی نہ کی۔ آخر عمر میں جب زیادہ بیمار ہوئے اور ان کو احساس ہو گیا کہ اب آخری وقت آ گیا ہے۔ انہوں نے حضرت ابا جان کو پیغام بھجوایا کہ آ کر مجھے ملیں۔ حضرت ابا جان اسی وقت ان کی حویلی میں تشریف لے گئے جو حضرت مسیح موعودؑ کی حویلی سے چند قدم کے فاصلہ پر ہی تھی۔ مردانہ کمرے میں پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ پلنگ کے ساتھ کرسی بچھوا دی تھی۔ ابا جان اندر داخل ہوئے تو پہلے ان کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر اپنے بیٹے مرزا گل محمد کا ہاتھ پکڑا اور ابا جان کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ پکڑا دیا۔ منہ سے کچھ نہ کہہ سکے۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ابا جان فوری سمجھ گئے کہ وہ مرزا گل محمد کو میرے سپرد کر رہے ہیں۔ کچھ گھنٹے یا دن کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔ ابا جان نے اپنے چچازاد بھائی کو اپنے بچوں کی طرح ہی پالا تھا۔ ان کی سب جائیداد کا خود انتظام سنبھالا اور کچھ عرصہ بعد ان کی جائیداد ان کے سپرد کر دی۔ ہماری ایک خالہ سے ان کی شادی کروائی۔ گرمیوں میں پہاڑ پر جاتے تو اکثر ان کو ساتھ لے جاتے۔ ہم سب بچے ان کو چھوٹے چچا کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ کا فضل اور احسان صرف اپنے خاندان اور اپنی جماعت تک ہی محدود نہ تھا۔ سلسلہ کے شدید معاندین کی بھی ان کی تکلیف میں مدد کی۔ اور یہ وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خاص مقام عطا کیا ہو۔ ایسے بہت سے واقعات کا مجھے علم ہے لیکن جب ان کا اظہار آپ مناسب نہ سمجھتے تھے تو مجھے کچھ لکھنے کا حق نہیں۔

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

فیصلہ جات مجلس شوریٰ انصاراللہ پاکستان 2013ء

(بابت تجویز از قیادت تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان)

''سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تربیت اولاد اور دینی تعلیم کے حوالہ سے مسلسل توجہ دلا رہے ہیں۔ پاکستان کے موجودہ حالات میں نئی نسل کو درپیش مسائل کے تناظر میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ چکی ہے۔ اس بارہ میں مجلس شوریٰ اراکین انصاراللہ کے لئے تربیت اولاد کے حوالہ سے ٹھوس لائحہ عمل تجویز کرے''

درج ذیل سفارشات کی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظوری دیتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ عملدرآمد کی توفیق دے اور خاطر خواہ نتائج برآمد ہوں''

انصار اپنے گھروں کے سربراہ ہیں۔ لہذا تمام انصار اس امر کا اہتمام کریں کہ

1۔ گھر کے تمام افراد:

(ا) نماز باجماعت کے پابند ہوں اور کوشش کر کے کم از کم دو نمازیں قریبی بیت الذکر یا نماز سنٹر میں ادا کریں۔ اور نماز جمعہ اپنے مقررہ سنٹر میں ادا کریں۔

(ب) جن کو نماز سادہ یا باترجمہ نہیں آتی یا قرآن کریم ناظرہ نہیں آتا ان کو سکھانے کا انتظام کریں۔

(ج) قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کریں اور ترجمہ سیکھنے کا اہتمام کریں۔

2۔ گھر کے سب افراد حضور انور کا خطبہ جمعہ ترجیحاً براہ راست ورنہ نشر مکرر ضرور سنیں اور خطبہ کے مضمون کا باہم تبادلہ خیال کریں اور حضور انور سے خطوط کے ذریعہ رابطہ رکھیں۔

3۔ بچوں کے ساتھ پیار و محبت کا تعلق بڑھایا جائے۔ گھر میں بھی اور گھر سے باہر بھی افراد خانہ کے ساتھ علمی و تفریحی پروگرام تشکیل دیئے جائیں۔ خاص طور پر زیارت مرکز کے پروگرام بنائے جائیں۔ نیز گھروں میں کلاسیں لگائیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب وغیرہ کا درس ہو اور دینی مسائل سکھائیں خصوصاً جماعت کے عقائد اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب سمجھائے جائیں۔ اس کے لیے جماعتی لٹریچر، ایم ٹی اے، اور جماعتی ویب سائٹس سے بھرپور استفادہ کیا جائے اور انٹرنیٹ کے منفی اثرات سے بچوں کی حفاظت کی جائے۔

4۔ انصار دیگر افراد خانہ کو ذیلی تنظیموں کے پروگراموں میں شرکت کی تحریک کریں اور نگرانی کرتے رہیں۔ نیز اپنے ہاتھ سے مالی قربانی کرنے کی بھی عادت ڈالیں۔

5۔ تربیت اولاد کے موضوع پر مضامین شائع کروائے جائیں اور تربیتی اجلاسات میں بھی اس موضوع کو بیان کیا جائے۔

6۔ انصار عملی نمونہ اور اپنی عاجزانہ دعاؤں سے نئی نسل کی تربیت کا فریضہ سرانجام دیں۔

علمی ریلی مجلس انصاراللہ پاکستان منعقدہ 30,29/نومبر 2013ء

بہترین ناصر سال 2013ء: مکرم محمد شاہد قریشی صاحب، کراچی

اوّل دینی معلومات: مکرم محمد شاہد قریشی + مکرم امتیاز حسین شاہد، کراچی

اوّل، فی البدیہہ تقریر اور تقریر معیار خاص: مکرم جمیل احمد بٹ، کراچی

دوم، حفظ قرآن: مکرم عبدالقیوم، ربوہ

اوّل، تلاوت قرآن: مکرم سلطان محمد، ربوہ

اوّل، حفظ ادعیہ: مکرم محمد اقبال مجوکہ، خوشاب

دوم، حفظ ادعیہ: مکرم امتیاز حسین شاہد، کراچی

اوّل۔نظم: مکرم اعجاز احمد راسخ، لاہور

دوم۔نظم: ناصر احمد ہاشمی، ربوہ

منصفین کرام علمی ریلی 2013ء

حاضرین تقریب علمی ریلی مجلس انصاراللہ پاکستان منعقدہ 30,29/نومبر 2013ء

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ مجلس انصاراللہ پاکستان 2013ء)

قرآن کریم سیکھنے کیلئے فیملی کلاسز کی اہمیت

''ہماری جماعت میں کوئی شخص بھی ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم نہ آتا ہو''

(مکرم محمد افضل قمر صاحب۔ لاہور)

''فیملی کلاس'' کا لفظ احمدی معاشرہ میں مستعمل ہے۔ جس کے معنی سبھی اہل خانہ کے ساتھ مل بیٹھ کر ناظرہ قرآن و باترجمہ قرآن کی کلاس جاری رکھنا نیز MTA پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے خطبات وخطابات، کلاسز اور دیگر تعلیمی وتربیتی پروگراموں سے استفادہ کرنا ہے۔

حدیث خیرکم من تعلّم القران وعلّمه (یعنی تم سب میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور لوگوں کو سکھائے) میں قرآن کریم پڑھنے سیکھنے اور یاد رکھنے کی جو فضیلت رسول کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہے، اس سے ہم سبھی بخوبی واقف ہیں۔

(ترمذی ابواب فضائل القرآن، حدیث 3154)

قرآن کریم کے بارہ میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جس دل میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ دل ایک ویران گھر کی مانند ہے۔ (ترمذی، ابواب فضائل القرآن حدیث: 3161)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''قرآن کریم کے معانی اور مطالب اور معارف کے سمجھنے کا جہاں تک تعلق ہے اس کے دو حصے ہیں ایک تو یہ ہے کہ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پاکیزہ اور مطہر نہ ٹھہرے اس وقت تک اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کا معلم اور استاد نہیں بنا کرتا۔ وہ پاک ہے اور پاک کے ساتھ ہی وہ اپنے تعلق کو قائم کرتا ہے۔ اس لئے بڑی دعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ کوئی شخص قرب کے مقامات کو فضلِ الٰہی کے بغیر حاصل نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم پر غور اور فکر اور تدبر کرنے کے لئے ایک بڑا وسیلہ اور ذریعہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے شروع میں جو سورۃ فاتحہ ہے اور اُمّ الکتاب کہلاتی ہے اسے آدمی پڑھے اور اس کے مطالب کو سمجھنے کی کوشش کرے۔''

(خطبہ جمعہ 20/جون 1969 از خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 690)

آپ حکمت کے ساتھ کسی ایسے وقت کا انتخاب کریں جبکہ افرادِ خانہ زیادہ سے زیادہ موجود ہوں لیکن اگر کوئی فرد موجود نہ ہو تو اس کو بھی پابند کریں کہ وہ بھی حاضر ہوا کرے پھر تمام اہل خانہ جمع ہوں لیکن ایک بات بہر حال ذہن نشین رہے کہ وقت مقررہ ایک ہی رہے کسی ایک فرد کی خاطر وقت نہ بدلیں ورنہ یہ ریت بن جائیگی اور تعلیم القرآن کیلئے وقت ضرور متعین رکھیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''جب تک قرآن کریم سے ہر چھوٹے بڑے کو واقف نہیں کیا جاتا اس وقت تک ہمیں اپنی کامیابی کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہئے'' (الفضل ربوہ 20/جولائی 1970ء صفحہ 6)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

(۔) یہ تب ادبار آیا کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا

(درثمین اُردو، نیا ایڈیشن، صفحہ 55)

قرآن کریم کے بغیر، قرآن کریم کی برکات کو چھوڑ کر، قرآن کریم کے نور سے پیٹھ پھیرتے ہوئے، قرآن کریم کو معزز نہ جان کر اپنے دلوں سے باہر نکال پھینکتے ہوئے، ہم خدا کی نگاہ میں کوئی عزت، کوئی بلندی، کوئی رفعت، کوئی کامیابی، کوئی کامرانی اور کوئی فتح حاصل نہیں کر سکتے۔

اس شعر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک تاریخی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ جب ہم تاریخ (۔) کی ورق گردانی کرتے ہیں اور مسلم ممالک اور اقوام کے عروج و زوال، ترقی و تنزل اور ان کی تہذیب اور ان کی وحشت کی داستانیں ہمارے سامنے آتی ہیں تو ہم پر یہ بات واضح اور بیّن ہو جاتی ہے کہ (مومنوں) نے جب بھی عروج و ترقی کی، تہذیب کی رفعتوں تک پہنچے، تو یہ ارفع مقام انہیں اتباع قرآن ہی کے نتیجہ میں ملا۔ اور جب کبھی انہوں نے قرآن اور اس کی اعلیٰ و ارفع تعلیم کو پس پشت ڈال دیا، اس سے منہ موڑ لیا، اس سے بے رُخی برتی، اس سے دُوری اور بے تعلقی اختیار کی اور اسے نا قابل عمل سمجھتے ہوئے مہجور قرار دیا تو وہ قعرِ مذلّت میں جا گرے۔

اس کے برعکس جب انہوں نے قرآن کریم کو حرزِ جان بنایا، اس کا جوا اپنی گردنوں پر رکھا اور قرآن کریم کے نور سے منور ہو کر اور اس کے خادم بن کر میدانِ عمل میں اترے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی ترقیات سے نوازا اور ایسی رفعتیں انہیں عطا کیں کہ دنیا کے وہ معلم اور استاد بھی بنے۔ دنیا کے وہ ہادی اور راہ نما بھی ہوئے۔ دنیا کے وہ محسن بھی ٹھہرے......۔

لیکن مسلم اقوام نے جب قرآن کریم اور اس کی تعلیم کو طاقِ نسیاں کی زینت اور قُرْاٰناً مَّھْجُوْرًا بنا دیا اور اپنی ناقص اور غافل عقلوں کو آسمانی نور سے بہتر جانا تو نورِ علم، نورِ فراست اور نورِ فطرت ان سے چھین لیا گیا۔ روحانی علوم و انوار کا تو ذکر کیا دنیوی علوم میں بھی انہیں غیروں سے بھیک مانگنی پڑی اور جب رزّاقِ حقیقی سے انہوں نے اپنا رشتہ توڑ لیا تو حسناتِ دنیا بھی ان سے چھین لی گئیں۔ اور ہم نے دیکھا کہ للچائی ہوئی نظروں سے وہ دنیا اور دنیا داروں کو تک رہے تھے۔

پس مسلمانوں کی تاریخ ایسے حقائق سے بھری ہوئی ہے۔ اس تاریخ کے بہت سے باب جہاں سنہری حروف سے لکھے نظر آتے ہیں۔ وہاں وہ باب بھی تو ہمارے سامنے آتے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر ہماری گردنیں جھک جاتی ہیں۔ تاریخ کے ان ابواب سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مسلم اقوام میں سے کس قوم نے کس زمانہ میں قرآن کریم اور اس کی تعلیم کو اس کا حقیقی مقام دیا اور وہ درجہ دیا جو اسے دیا جانا چاہئے تھا اور کس قوم نے کس زمانہ میں قرآن کریم اور اس کی تعلیم کو بھلا دیا۔ اور پھر دنیا میں ان کے لئے عزت اور پناہ کا کوئی مقام بھی باقی نہ رہا۔

پس جماعت احمدیہ کو یاد رکھنا چاہئے کہ محض بیعت کر لینا یا محض احمدیت میں داخل ہونا یا محض احمدیت کا لیبل اپنے اوپر لگا لینا کافی نہیں جب تک ہم پورے کے پورے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں داخل نہیں ہو جاتے ...... اس وقت تک ہم اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کے وارث نہیں ہو سکتے۔ جن فضلوں کا وارث وہ انسان ہوتا ہے جو قرآن کریم کے نور سے منور ہوتا ہے اور قرآن کریم کے احکام پر عمل کرنے والا ہوتا ہے اور قرآن کریم کا کامل متبع ہوتا ہے اور قرآن کریم کا سچا خدمت گزار ہوتا ہے۔ محض احمدی کہلانا، محض احمدیت کی طرف

منسوب ہونا ہمارے لئے کافی نہیں.....قرآن کریم کے بغیر، قرآن کریم کی برکات کو چھوڑ کر، قرآن کریم کے نور سے پیٹھ پھیرتے ہوئے، قرآن کریم کو معزز نہ جان کر اپنے دلوں سے باہر نکال پھینکتے ہوئے، ہم خدا کی نگاہ میں کوئی عزت، کوئی بلندی، کوئی رفعت، کوئی کامیابی، کوئی کامرانی اور کوئی فتح حاصل نہیں کرسکتے۔

(خطبہ جمعہ 15رجولائی 1966ء بمقام بیت نور، راولپنڈی)

کلاس کی نوعیت

اس کلاس میں ایک فرد کو مقرر کرلیں یا ہر روز کسی کا انتخاب کرلیں یا مستقلاً کسی فرد کی ذمہ داری لگادیں لیکن زیادہ بہتر ہوگا کہ ایک ایک ہفتہ کی ڈیوٹی لگالیں اور جس فرد کی ذمہ داری ہو وہ روزانہ قرآن کریم مع ترجمہ تفسیر صغیر یا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ یا ترجمہ حضرت میر اسحٰق صاحب سے جو بھی میسر ہو سے پڑھ کر سنائیں اور پھر اگر ہوسکے تو گھر کا کوئی فرد اس کی تفسیر بھی بیان کردے۔ اس سے بچپن سے قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ تلاوت کرنے کی عادت پڑجائے گی۔ اس کی اہمیت سیدنا حضرت مصلح موعود کے اس ارشاد سے بخوبی ہوتی ہے کہ:

”ہماری جماعت میں کوئی شخص بھی ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم نہ آتا ہو“

اسی طرح قرآنی علوم اور قرآنی متن سیکھنے کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

”قرآن کریم ہماری زندگی، ہماری روح، ہماری جان، ہمارا سب کچھ ہے اور ہر احمدی خواہ وہ بچہ ہو، جوان ہو، بوڑھا ہو، مرد ہو یا عورت اس کو قرآن کریم سیکھنا چاہئے۔ (رپورٹ مجلس شوریٰ 1965ء)

وہ ہدایات جو دنیا سے مفقود ہو کر ثریا ستارہ کی بلندی پر چلی گئی تھیں، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں دوبارہ واپس لاکر بنی نوع انسان کو اس نور ہدایت سے دوبارہ منور کردیا۔

یہ ہماری عزت و تکریم کا مقام ہے کہ ہمیں نہیں معلوم کہ اس قرآن کریم میں جو کہ دائمی شریعت ہے، کیا احکامات ہیں جن پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ حضرت امام مہدیؑ کی بعثت کا ایک مقصد لوگوں میں قرآنی تعلیم کو رائج کرنا ہے، فرمایا:

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نَیّر بیضا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا

قرآن کریم خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور زندگی کا لائحہ عمل نازل ہوا ہے اور چونکہ عربی اس علاقہ کی زبان تھی اس لئے اس کا سمجھنا مشکل نہ تھا۔ لیکن اب جو ذمہ داری ساری دنیا میں قرآن کریم پھیلانے کی تھی ہے اب یہ ان کی (جماعت احمدیہ) کی ذمہ داری ہے کہ قرآن کریم فرقان حمید کے ان ملکوں کی زبانوں میں تراجم کرکے ان ملکوں میں مہیا کریں کہ وہ لوگ جو قرآنی تعلیمات کو سمجھنے کے قابل ہوجائیں۔

اس ذمہ داری کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنے خطبہ 5راگست 1966ء میں فرماتے ہیں:

”ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنے دل کو نور قرآن سے اتنا منور کرے کہ دیکھنے والوں کو اس کے وجود میں قرآنی نور ہی نظر آئے۔ اور پھر ایک معلم اور استاد کی حیثیت سے تمام دنیا کے سینوں کو انوار قرآنی سے منور کرنے

میں ہمہ تن مشغول ہو جائے۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 553)

حضرت اقدس علیہ السلام کا جو تلاوت کا طریق تھا وہ تو عشق میں غرق ہونے والوں کا سا تھا سارا دن تلاوت میں گزر جاتا اور جگہ جگہ نشان لگاتے اور غور کرتے۔ چنانچہ یہی چیز وہ اپنے ماننے والوں میں جنہوں نے کل کو دنیا کو اس کے فیوض و برکات سے آگاہ کرنا تھا سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قرآن کریم کا جب صاف پانی میں نے پیا تو میں نے کہا
تجھ پر میری جان قربان ہو کہ تو میرا چشمہ اور گھاٹ ہے"

عربی شعر کچھ یوں ہے:

فقلت لہا شربت زلالہ
لک روحی انت عینی و مشرب

آپؑ کے بعد آپ کے خلفاء نے بھی اس خدمت قرآن کو حرز جان بنایا اور یہ عظیم الشان خدمت سرانجام دی۔آج خلافت احمدیہ کی برکت سے قرآن کریم کا دنیا کی 70 سے زائد زبانوں میں ترجمہ شائع کیا جا چکا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ قرآن کریم کی عظمت ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

"قرآن نہ ختم ہونے والا سمندر ہے۔انسان ساری عمر قرآن سیکھتا رہے پھر بھی وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے تمام قرآنی علوم حاصل کر لئے ہیں"

(خطبہ جمعہ 20 جون 1969 از خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 690)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"قرآن شریف سیکھنا اور پڑھنا چاہئے۔جن کو قرآن کریم کا ترجمہ آتا ہے وہ دوسروں کو سکھائیں۔قرآن کریم کے درس کو روزانہ جماعتوں میں رواج دیں، چاہے چند منٹ کا ہی ہو تاکہ جو خود پڑھ اور سمجھ نہیں سکتے ان تک بھی یہ خوبصورت تعلیم و ضاحت کے ساتھ پہنچ جائے۔تلاوت قرآن کریم تو بہرحال ہر احمدی کو روزانہ ضرور کرنی چاہئے تاکہ قرآن کریم کی برکات نازل ہوں اور دل تقویٰ سے بھرتے چلے جائیں۔"

(خطبہ جمعہ 26/مارچ 2004 بحوالہ خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 221ء)

کلاسز کی افادیت

1۔افراد خانہ مل بیٹھ کر اجتماعی طور پر نیکی کا کام کرتے ہیں۔

2۔دوسری بڑی نیکی قرآن سیکھنا اور دوسروں کو سکھانے کی بجالاتے ہیں۔

3۔اہل خانہ باہم مل کر علوم قرآنی پر اظہار خیال کرتے ہیں۔

4۔جملہ اہل خانہ اطاعت نظام جماعت کی پابندی کرنے والے بن جاتے ہیں۔

5۔قرآنی حکم کہ جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دے اتنا ہی قرآن پڑھو اور دوسرا ارشاد کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو اسے توجہ سے سنو اور خاموشی اختیار کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرمائے، کے مصدق بن جاتے ہیں۔

ان چند نگارشات بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی طرح ہر احمدی گھرانہ میں قرآن کریم فیملی کلاسز جاری ہو جائیں۔ نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سننے کی مستقل عادت بن جائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں جملہ احکام الٰہیہ کی بجا آوری کی توفیق دے۔

ماہِ فروری کی اہمیت

مختلف رفاہی اور انسانیت کی خدمت کرنے والی تنظیموں اوراداروں کی طرف سے دنیا بھر میں دوران سال مختلف دن منائے جاتے ہیں جن میں بعض خدمت خلق اور صحت عامہ کو قائم رکھنے کے بارہ میں ہیں۔اس کالم میں ماہِ فروری کے ان دنوں کا تعارف کروایا جارہا ہے جن کی ہمارے معاشرے کو بہت ضرورت ہے۔

عالمی دن برائے آگاہی کینسر

یہ دن 4 فروری کو سرطان یعنی کینسر کے بارہ میں آگاہی، اس کے بچاؤ، علاج اور کینسر کی نشاندہی کے حوالے سے منایا جاتا ہے ۔اس دن کا آغاز یونین برائے انٹرنیشنل کینسر کنٹرول نامی تنظیم (UICC) نے جاری کیا تھا۔جس کا بنیادی مقصد 2020ء تک کینسر کی وجہ سے ہونے والی اموات کی شرح کوکم کرنا ہے۔

چونکہ کینسر ایک موذی مرض ہے اس کے لئے اگر وقت پر اس کی تشخیص کرلی جائے تو اسے قابو پایا جاسکتا ہے ورنہ دیر ہونے کی صورت میں انسان کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑ سکتے ہیں۔

جیسا کہ یورپین ممالک میں حکومتوں نے یہ قانون بنایا ہوا ہے کہ ہر شہری سال میں ایک دفعہ میڈیکل چیک اپ ضرور کرائے ۔تا کہ اگر کوئی بیماری اس کو لگی ہے تو اس کو ابتدائی سطح پر کنٹرول کیا جائے ۔ہمیں بھی اپنے معاشرہ میں یہ شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی صحت کا پوری طرح سے خیال رکھیں اور حسب استطاعت اپنا سال میں ایک دفعہ یا پھر کم ازکم دوسال کے بعد ضرور میڈیکل چیک اپ کروانا چاہئے۔

عالمی دن برائے مادری زبان

یہ دن 21 رفروری کو مادری زبان کی حفاظت اوراس کے پرچار کے حوالہ سے منایا جاتا ہے اوراپنی مادری زبان کوفروغ دینے کی وجہ سے اہمیت کا حامل ہے۔یہ دن دراصل 1952ء میں ہونے والے واقعہ کی یاد میں منایا جاتا ہے جس دن ڈھاکہ میں بنگالی زبان کے حق میں مظاہرہ کرنے والے دو طلباء کو پولیس نے قتل کردیا تھا۔یہ دن Unesco کے تحت منایا جاتا ہے۔

ہمیں بھی آج اس دور میں اپنی مادری زبان کی حفاظت کرنی چاہئے۔اس کے ساتھ ساتھ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2013ء کے فیصلہ کے مطابق ہمیں اپنی قومی زبان کی بھی حفاظت کرنی چاہئے اوراس کواچھے پیمانہ پر سیکھ کراپنی اردو کو بھی ٹھیک کیا جائے تا کہ اس دور میں آنے والے مسیح ومہدی کی کتب کا خزانہ جوکہ اکثر ان میں سے اردو میں ہے سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں تک پہنچانے کا ذریعہ بھی بنیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطافرمائے۔آمین

ریفریشر کورسز علاقہ و ضلع لاہور

ہر سال کے آغاز پر بعض نئے انصار منتخب ہو کر کسی نہ کسی منصب پر فائز ہوتے ہیں اور پھر ناظمین و زعماء اعلیٰ اپنی اپنی مجلس عاملہ ترتیب دے کر مرکز سے منظوری لیتے ہیں۔ مجلس انصاراللہ ضلع لاہور نے مؤرخہ 19 رجنوری 2014ء بروز اتوار لاہور کے مختلف مراکز پر تمام زعمائے اعلیٰ کی مجالس عاملہ کے ممبران کو مجلس انصاراللہ کے لائحہ عمل سے آگاہ کرنے کے لئے ریفریشر کورسز کا اہتمام کیا جو 6 مقامات پر منعقد ہوئے جن میں مرکز سے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس کے ہمراہ 9 افراد نے شمولیت کی۔ ان ریفریشر کورسز میں 465 عہدیداران نے شمولیت کی۔ تفصیل یوں ہے۔

1۔ **ٹاؤن شپ** میں مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان کے ساتھ مکرم شکیل احمد صاحب قریشی نائب قائد عمومی نے معاونت فرمائی۔ اس میں 94 عہدیداران نے شرکت کی۔

2۔ **دارالذکر** میں 15 مجالس کے 90 عہدیداروں نے شمولیت اختیار کی۔ جس میں مرکزی نمائندہ مکرم حنیف احمد محمود صاحب قائد اشاعت کے ہمراہ مکرم مجید احمد بشیر صاحب ایڈیشنل ناظم علاقہ لاہور نے معاونت فرمائی۔

3۔ **بیت النور** میں مرکزی نمائندہ مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین نے شمولیت کی یہاں حاضری 66 رہی۔

4۔ **شاہدرہ ٹاؤن** میں مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن تشریف لے گئے جس میں 74 عہدیداروں نے شرکت کی۔ آپ کے ساتھ دو نائب ناظمین نے معاونت کی۔

5۔ **شالامار ٹاؤن** میں 51 عہدیداران سے مکرم نصیب احمد بٹ صاحب نائب قائد عمومی نے خطاب فرمایا۔

6۔ **بیت التوحید** میں 90 عہدیداران کو مکرم مظفر احمد درانی صاحب معاون صدر نے لائحہ عمل سے اہم امور کی طرف توجہ دلائی۔ ان کورسز کو کامیاب بنانے میں مکرم چوہدری منیر مسعود صاحب ناظم ضلع لاہور نے اپنی ٹیم کے ساتھ سعی فرمائی۔ وہ خود علالت کے باعث شامل نہ ہو سکے تاہم ان کے نائب مکرم بشارت احمد صدیقی صاحب نے اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا۔

ریفریشر کورس علاقہ لاہور: مکرم بریگیڈیئر غفور احمد صاحب ناظم علاقہ لاہور اور مکرم مجید احمد بشیر صاحب ایڈیشنل ناظم علاقہ لاہور نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے علاقہ لاہور کے عہدیداران کے ریفریشر کورس کا بھی انتظام کر رکھا تھا۔ جس میں 4 اضلاع کے 42 عہدیداروں نے شمولیت کی۔ دو قائدین کے علاوہ مکرم صدر صاحب مجلس نے قیمتی ہدایات دیں اور آئندہ کا پروگرام و لائحہ عمل عہدیداران کو بتا کر تربیتی و اصلاحی اور تعلیمی کاموں کی طرف توجہ دلائی۔

اخبار مجالس

(قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

ریفریشر کورس، میٹنگز و اجلاسات

20 دسمبر مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے زیراہتمام سہ سالہ نومبائعین کی ایک روزہ تربیتی کلاس منعقد ہوئی جس میں 10 محلہ جات سے 29 نومبائعین اور 15 نگران شامل ہوئے جن میں 8 انصار اور 21 خدام واطفال شامل ہوئے۔

13 دسمبر مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ نے اپنا سالانہ تربیتی پروگرام بیوت الحمد پارک میں منعقد کیا، مکرم نصیر احمد چوہدری زعیم اعلیٰ نے صدارت کی اس موقع پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس، مکرم قائد عمومی، مکرم محمد محمود طاہر صاحب نے بھی خطاب کیے۔ مکرم صدر صاحب نے اپنے خطاب میں انصاراللہ مقامی کی مساعی کو سراہا اور انصار میں انعامات تقسیم کیے۔ حاضری 500۔

22 دسمبر مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کی علمی و ورزشی ریلی کے تقسیم انعامات کی تقریب مجلس انصاراللہ مقامی کے ہال میں منعقد ہوئی جس میں مکرم عبدالجلیل صادق صاحب قائد ذہانت وصحت جسمانی نے شمولیت کی اور انصار میں انعامات تقسیم کیے۔ حاضری انصار 89 رہی۔

25 دسمبر مجلس انصاراللہ گلشن جامی کراچی کے زیراہتمام سالانہ اجتماع منعقد ہوا جس میں MTA کے بارہ میں بزرگان امت کی پیش گوئیاں، تربیت احباب، تربیت اولاد اور خطبات امام سننے کی طرف توجہ دلائی گئی، اس موقع پر ورزشی اور علمی مقابلہ جات بھی ہوئے، پوزیشنز لینے والوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ حاضری 62 انصار، 15 خدام اور 6 اطفال رہی۔

5 جنوری نظامت انصاراللہ ضلع راولپنڈی کا ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نے شمولیت کی نئی مجلس عاملہ کا تعارف حاصل کیا اور ہدایت سے نوازا۔ حاضری 48 انصار رہی۔

15 دسمبر نظامت انصاراللہ ضلع اسلام آباد کے زیراہتمام سالانہ ضلعی اجتماع منعقد ہوا جس میں تربیتی امور پر مقررین نے تقاریر کیں اور تلاوت قرآن کریم، نظم اور فی البدیہہ تقریر کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ اجتماع میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس نے بھی شمولیت کی، ضلع اسلام آباد کا جائزہ پیش کیا اور خطاب کیا اور علمی مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والوں میں انعامات تقسیم کیے۔ حاضری 139 رہی۔

میڈیکل کیمپس و ایثار (خدمت خلق)

24 نومبر مجلس انصاراللہ ملتان شرقی کے زیراہتمام بمقام کوٹھے والا میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا جس میں پانچ ڈاکٹر صاحبان نے خدمات سرانجام دیں اور 130 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

دسمبر مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے زیراہتمام 9 حلقہ جات نے ربوہ کے گردونواح میں 13 میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا جن میں 1009 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ 13 ڈاکٹرز اور 9 ڈسپنسرز نے خدمات سرانجام دیں، میڈیکل کیمپس کے علاوہ 651 مریضوں کا علاج کیا گیا، 443 غرباء و مستحقین کو 150322 روپے کی مالی مدد فراہم کی گئی، 5 انصار نے عطیہ خون دیا اور گرم کپڑوں کی 5 اقساط مرکز جمع کروائی گئیں۔

دسمبر مجلس انصاراللہ ڈرگ کالونی کراچی نے مستحقین کیلئے 16 عدد گرم کپڑے مرکز بھجوائے جس میں 8 گرم جیکٹ، 4 پینٹ، 4 گرم کوٹ شامل ہیں۔

دسمبر میں نظامت انصاراللہ ضلع کراچی نے نادار اور مستحقین افراد کے لئے 236 عدد کپڑے مرکز بھجوائے جن میں سویٹر، کوٹ، شالیں، جیکٹس، گرم ٹوپیاں، شرٹس، گرم سوٹ، کمبل اور برقعہ وغیرہ شامل ہیں۔

دسمبر مجلس انصار اللہ ماڈل کالونی کراچی نے 21 عدد گرم سوٹ مرکز بھجوائے، 3 انصار نے عطیہ چشم کے فارم پُر کئے، 25 مستحقین کو کھانا کھلایا گیا، 4 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں 1311 مریضوں کو جبکہ میڈیکل کیمپس کے علاوہ 420 مریضوں کوادویات دی گئیں۔

ماہ دسمبر میں مجلس انصار اللہ فضلِ عمر فیصل آباد نے مستحقین افراد کے لئے 15 مردانہ، 4 زنانہ نئے اوراستعمال شدہ 100 گرم کپڑے جن میں سویٹر اور جیکٹ شامل ہیں مرکز بھجوائے۔

دسمبر میں نظامت انصار اللہ علاقہ سرگودہا نے مستحقین افراد کے لئے گرم سوٹ، جیکٹ، لحاف (322) مرکز بھجوائے، 15 بے روزافراد کو روزگار پر لگوایا، نلکوں کی مد میں 9000 روپے مرکز جمع کروائے، 28 میڈیکل کیمپس میں 593 مریضوں کو ادویات دی گئیں اور غرباء کی 51600 روپے سے مدد کی گئی۔ نیز 25 بوری چاول غرباء میں تقسیم کئے گئے۔

دسمبر مجلس انصار اللہ دارالنور فیصل آباد نے دورانِ ماہ 9 میڈیکل کیمپس لگائے، 35 مستحقین کو کھانا کھلایا، 700 مریضوں کو دوائی دی گئی، یتیم کی کفالت اور طالب علم کی کفالت کیلئے ہزار روپے فی کس امداد کی گئی۔ 55 انصار نے گھروں کے سامنے وقار عمل کیا۔

15/دسمبر مجلس انصار اللہ گلزار ہجری کراچی میں فرسٹ ایڈ کلاس کا انعقاد ہوا جس میں بنیادی احتیاطی معلومات فراہم کی گئیں۔ کلاس میں 30 انصار، 2 خدام اور 4 اطفال نے شرکت کی۔

15/دسمبر مجلس انصار اللہ رچنا ٹاؤن لاہور نے علی پارک امامیہ کالونی میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا جس میں 112 مریضوں کو دو دن کی دوائی دی گئی اس کے علاوہ مکرم ڈاکٹر مبشر احمد طاہر صاحب روزانہ دو گھنٹے ڈسپنسری کیلئے وقت دیتے ہیں، ڈسپنسری میں 117 مریضوں کوادویات دی گئیں۔

وقار عمل

ماہ دسمبر مجلس انصار اللہ پیر کوٹ ثانی ضلع حافظ آباد کی بیت الذکر کی تعمیر میں روزانہ 10 انصار وقارِ عمل کرتے ہیں اور بیت الذکر کی تعمیر کے لئے رقم بچا رہے ہیں۔

ماہ دسمبر مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے زیر اہتمام 32 محلہ جات میں 45 وقارعمل کیے گئے جن میں بیوت الذکر، راستوں، گلیوں، نالیوں، خالی پلاٹس اور ماحول کی صفائی کی گئی 1149 انصار نے حصہ لیا۔

ماہ دسمبر نظامت انصار اللہ علاقہ سرگودہا نے دورانِ ماہ 84 وقار عمل کیے جن میں 753 انصار نے شمولیت کی۔

ماہ دسمبر نظامت انصار اللہ ضلع لاڑکانہ کی 6 مجالس میں وقار عمل کے پروگرام ہوئے جن میں 22 انصار نے حصہ لیا۔

15/دسمبر مجلس انصار اللہ ماڈل کالونی کراچی نے بیت الشاء کے اندر اور باہر ایک گھنٹہ وقارعمل کیا اور پلاسٹک کے تھیلوں میں کچرا ڈال کر کوڑا دان میں پھینکا۔ وقارعمل میں 59 انصار نے حصہ لیا۔

15/دسمبر مجلس انصار اللہ گلزار ہجری کراچی نے بمقام سفاری پارک وقارعمل کیا جس میں پارک کی صفائی کی گئی۔ وقارعمل میں 30 انصار، 2 خدام اور 4 اطفال نے حصہ لیا۔

15/دسمبر مجلس انصار اللہ ڈرگ روڈ کراچی نے بمقام شاہ فیصل کالونی میں پبلک پارک کی صفائی کی۔ وقارعمل میں 17 انصار، 2 خدام اور 9 اطفال نے حصہ لیا۔

15/دسمبر مجلس انصار اللہ محمود آباد کراچی کے انصار سائیکلوں اور گاڑیوں پر مصطفیٰ پارک پہنچے اور وہاں وقارعمل کیا، کچرے کو پلاسٹک بیگ میں ڈال کر کوڑا دان میں پھینکا۔ وقارعمل میں 29 انصار و اطفال نے حصہ لیا۔

15/دسمبر مجلس انصار اللہ لانڈھی کراچی نے بیت الذکر میں وقار عمل کیا، پنکھوں کی صفائی کی گئی۔ ڈیڑھ گھنٹہ وقارعمل کیا گیا جس میں 10 انصار، 1 خادم اور 1 طفل نے حصہ لیا۔

26/دسمبر مجلس انصار اللہ رچنا ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام بیت الذکر اور ملحقہ پلاٹ میں وقارعمل کیا گیا جس میں 10 انصار، 3 خدام اور 12 اطفال نے حصہ لیا۔

(باقی صفحہ 26 پر)

افتتاحی تقریب علمی ریلی مجلس انصار اللہ پاکستان منعقدہ 29،30 ر نومبر 2013ء

شرکاء افتتاحی تقریب

Monthly
ANSARULLAH
Regd #: FR - 8

ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org
Ph.: 047-6212892
Fax: 047-6214631
Cell: 0336-7700250

February 2014 Rabi-ul-Sani 1435 Tabligh 1393 **Editor:** Ahmad Tahir Mirza

نعتیہ مشاعرہ مجلس انصاراللہ پاکستان

اختتامی تقریب علمی ریلی مجلس انصاراللہ پاکستان منعقدہ 30,29 نومبر 2013ء